رسالہ

اصلاح

غرہ دو ماہ

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لیے ہے

جلد ۱۴	بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۷ھ	نمبر ۲

جملہ مراسلات بنام مہتمم اصلاح ہونا چاہئے

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

نہایت ضروری معروضہ

آج چند ضروری امور اس غرض سے لکھے جاتے ہیں کہ پھر ان امور کے متعلق کچھ لکھنا نہ پڑے بلکہ شکایتیں رفع ہوں نہ قوم کو زحمت ہو نہ مجھے کیونکہ اس سال ضروری کام بہت سے پیش ہیں۔ لہذا اس تحریر کو بنظر غور ملاحظہ فرمائیں کہ نہایت ضروری امور گذارش کرتا ہوں۔

(۱) پہلے میں اپنی معزز قوم کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میری معروضات مندرجہ اصلاح ۱۲ جلد ۱۲ پر قوم نے نہایت فراخدلی سے توجہ فرمائی اور ہر طرح سے ہمت افزائی کی چندہ بھی بلا طلب خاص بذریعہ منی آڈر عنایت فرمایا۔ اور جن حضرات کو کسی قسم کا عذر تھا وس سے آگاہ کیا بہتر خریداری بھی الکھا ہر طرح متوجہ ہیں ہر طرح آمادہ حضرات ایم اللہ جیہ اضافہ خریداران میں کوشاں ہیں جسپر میں تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ اور بجز شکریہ خشک مجھسے کیا ممکن ہے۔

ہاں جن حضرات نے ازراہ کمال ہمدردی چندہ اصلاح بذریعہ منی آڈر عنایت فرمایا اونکا خاص طور پر شکر گذار بھی ہوں اور انعامی رسالہ رسالۃ الیدین بھی ہر شخص کے پاس مع رسید بھیجا گیا لہذا جن حضرات کو یہ انعامی رسالہ نہ پہونچا ہو براہ کرم طلب فرمالیں کیونکہ یہ رسالہ اونہیں حضرات کیلئے شایع ہوا ہے اور اسکی کوئی قیمت نہیں بجز اسکے کہ دو خریدار کا نام ضرور تحریر فرمائیں کہ اصلاح کی بھی اشاعت ہو اور دین کی ترویج بھی

انعامی رسالہ بھی دفتر اصلاح کے مخصوصات سے ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ایک انعام شایع کرتا ہے ورنہ کسی بڑے سے بڑے معتبر اخبار کو بھی یہ بات نصیب نہیں ہے چہ جائیکہ کوئی قومی رسالہ اسکی جرات کرے کیونکہ عام طور سے اخبار و رسائل کی حالت ناگفتہ بہ ہے جسکو وہی جان سکتے ہیں جو کسی اخبار یا رسالہ کے ایڈیٹر ہوں کہ کن کن مصائب سے سامنا رہتا ہے۔

اس انعامی رسالہ کا اصول یہ ہے کہ خریداروں کی تعداد جب ہزار تک پہونچ جاتی ہے تو ایک تصنیف رسالہ شایع کیا جاتا ہے چنانچہ سب سے پہلے آئینہ شایع کیا گیا۔ اصلاح کے خریداروں کی تعداد جب دو ہزار ہوئی تو رسالہ البسملہ شایع کیا گیا یہی دو قدیمی انعام ہیں جو عام طور سے خریداران اصلاح کو تقسیم ہوا سنہ ۲۵ و ۲۶ میں خریداروں کی تعداد ایک ثلث کم ہو گئی جس سے تقسیم انعام کا کوئی موقع نہ رہا مگر اس خیال سے کہ اکثر حضرات انعام کے عادی اور خوگر ہو رہے ہیں۔ اور اسکی شکایت بھی نہایت سختی سے ہوتی ہے

حالانکہ دفتر کی حالت ایسی سقیم ہے کہ اسوقت تخمیناً دو ہزار کا مقروض ہے۔ مگر قوم کے رفع شکایت
کیلئے یہ تیسرا انعامی رسالہ ارسال الیدین شایع کیا گیا جو اون حضرات کے پاس بہ اداے محصول
روانہ کیا جاتا ہے جنکا چندہ وصول ہوتا ہے۔ اب قوم کو اپنے پرچہ پر توجہ لازم ہے جسکے لئے صرف یہی آرزو
ہے کہ ہر شخص دو خریدار کا نام ضرور لکھے کہ اشاعت میں ترقی ہو۔

چونکہ ۲۵ و ۲۶ سنہ میں روانگی وی پی کا تلخ ذائقہ چکھ چکا ہوں لہذا وی پی کی روانگی قطعاً موقوف کیگئی
بلکہ ارادہ کیا گیا کہ جسقدر نقصان ان وی پیوں کی واپسی سے ہوتا ہے اوسکی عوض میں کوئی انعامی رسالہ
شایع کیا جاے لہذا اگر جملہ خریداران اصلاح ۳۰ صفر تک اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائیں۔
اور ہر خریدار کم سے کم دو خریدار کا نام لکھے تو انشاء اللہ دوسری ششماہی میں ایک دوسرا انعام شایع کروں
جو اپنی نوعیت میں بالکل عجیب و غریب ہے۔ روانگی وی پی میں کیا دقت ہے اسکو میں بیان نہیں کرسکتا
مگر اخبار وطن مورخہ ۲۹ جنوری ایک لطیفہ لکھتا ہے کہ ۲۴ فروری ۱۹۰۹ء کو بمقام بالاگھاٹ ضلع ناگپور ایک
وی پی روانہ کیا جو بالاگھاٹ میں پہلی مہر ۲۴ فروری ۱۹۰۹ء کو پڑی۔ اور دوسری مہر وقت روانگی ۱۰ نومبر کو
مگر دفتر وطن کو ۵ جنوری ۱۹۱۰ء میں وصول ہوا یعنی ۱۱ ماہ چند یوم بعد۔ ایسا ہی لطیفہ دفتر اصلاح کو پیش
آیا [illegible] ۱۹۰۹ء کو [illegible] ۱۹۰۹ء کو وی پی روانہ ہوا اور ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء
میں [illegible] وی پی ۱۹۰۹ء کے ایسے ہیں جو ابھی تک نہ وصول ہوئے نہ واپس آئے۔
لہذا ایسے روانگی وی پی قطعاً موقوف کردی الا اوس [illegible] کہ کوئی خاص حکم ہو۔

روانگی اصلاح یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے [illegible] مضمون میں آنا ہے لہذا پہلے طریقہ روانگی
بیان کیا جاتا ہے۔ [illegible] اگر کوئی نقص ہو تو مطلع فرمائیں [illegible] دفتر اصلاح نے اختیار کیا ہے ایسا
کہیں بھی اہتمام نہیں ہوتا۔

پہلے وہ چٹین جنپر نام ہوتے ہیں چھپی ہوئی ہیں رجسٹر سے مقابلہ کیجاتی ہیں۔ خارج شدہ اسماء قلم زد کئے جاتے ہیں اور
جنہوں نے پتہ تبدیل کرایا ہے اونکا پتہ تبدیل کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد اصلاح کے ریپر پر وہ چٹین چپکائی جاتی ہیں
اور رجسٹر دار ملائے جاتے ہیں۔ پھر اڈیٹر بذات خاص بلا شرکت غیرے ہر پرچہ کو رجسٹر روانگی سے ملاتا ہے اور
جانچ دیتا ہے اوسکے بعد پھر خاص محرر رجسٹر پر نظر ثانی کرتا ہے کہ اگر کسی نام پر غلطی سے جانچ نہیں پڑا ہے تو
احتیاطاً دوبارہ لکھتا ہے جس سے اکثر حضرات کے پاس مکرر ہی چلا جاتا ہے۔ اور جن لوگوں کے نام منو ز

نہین چھپے ہین وہ لکھے جاتے ہین اور اونپر جائزہ دیا جاتا ہے۔
چونکہ ڈاکخانہ ریلوے اسٹیشن سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے اسلئے خاص قلی ڈاک لیجاتا ہے اور پانچ سو سے زاید
پرچہ ایکروز نہین جاسکتا۔ اسلئے یہ کام تخمیناً ایک ہفتہ مین انجام پاتا ہے۔
اب ناظرین اصلاح فرمائین کہ اس سے زیادہ کیا اہتمام ہوسکتا ہے اور اگر کوئی دوسری اس سے سہل
اور با احتیاط ممکن ہو تو براہ کرم مطلع فرمائین۔
افسران ڈاک کی بے توجہی اب آپ یہ الزام دینگے کہ ہم ان شکایتون پر کارروائی کیون نہین
کرتے۔ اسکی یہ حالت ہے کہ پہلے اس قسم کے خطوط شکایت ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل کے یہان بھیجے جاتے
وہان سے ایک فارم آتا تھا کہ تاریخ روانگی لکھو۔ نام روانہ کنندہ نام اوسکا جسکے پاس گیا۔ کیا چیز گئی
کسوقت کی ڈاک مین دیا گیا اسیطرح پندرہ سولہ سوالات ہوتے تھے جسکا جواب دفتر سے
بھیجا جاتا اور محکمۂ ڈاک سے چھ ماہ بعد یہ جواب آتا کہ کوئی پتہ نہین ملا۔ لہذا شکایت کا باب بند کیا گیا
اور اب یہ آسان طریقہ نکالا گیا کہ جسکی شکایت آئے فوراً پرچہ بہ ادائے محصول روانہ کیا جاے
اسی قاعدہ پر اب عمل درآمد ہے۔
افسران ڈاک اگر کچھ بھی توجہ کرین تو یہ شکایت آسانی سے رفع ہوسکتی ہے ... بہت سا ہی شریر
پوسٹ مینونکی ہے جو بند خطوط یا اخبار و رسائل ایسے لوگونکو دیدیتے ہین جنسے کبھی کبھی قیمتین
ملجاتے ہین یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جب مین آرہ مین تھا تو اکثر دوسرے اشخاص نے اخبار و رسا
دو جاد تھے۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ مکتوب الیہ کا مکان دور ہے دوسرے کسی کو جو وہان کے قریب کا
رہنے والا ہے دیدیا۔ مالک مکان نہ ملا اوسکے ملازمین کو دیدیا اونہونے بے پروائی سے ڈا
مکان بند پایا اوسکے دروازے مین ڈالدیا النسب کا مجھے بارہا تجربہ ہوچکا ہے۔
لہذا اگر افسران ڈاک ہر ایسی شکایت پر یہ کارروائی کرین کہ جس ڈاکخانہ سے شکایت آئی
وہان کے پیون پر ار یا ۲ر جرمانہ کردین تو چند ہی روز مین انتظام ہوجاے مگر مشکل تو یہ ہے کہ وہا
شکایت پر عدالتی کارروائی شروع ہوجاتی ہے
طریقۂ شکایت میری غرض اس تحریر سے یہ نہین ہے کہ آپ دفتر سے شکایت نہ کرین۔ بلکہ اس
سے شکایت فرمائین تو نہایت انسب ہے پوسٹ کارڈ پر یون لکھا جائے۔

طریقہ تحریر حصول شکایت

(جناب من - تسلیم - اصلاح ـــ جلد ـــ مجھے نہین ملا بذریعہ ڈاک واپسی روانہ فرمایئن . نام . نمبر خریداری)
شکایت کیلئے اسیقدر کافی ہی جسکی فوری تعمیل ہوگی نمبر خریداری مین اسکا خیال رہی کہ وہ نمبر نہ لکھا جائے جسکا تعلق ڈاکخانہ سی ہے خریداروں سے اسکو کوئی تعلق نہین - مگر یہ نہایت ضروری ہی کہ ہر خط مین نمبر خریداری بھی ضرور لکھا جائے -

دوسرا امر یہ ہی کہ وہانکے ڈاکخانہ سی بھی شکایت کیجائے کہ ہمارا فلان پرچہ نہین پہونچا - اور جب دفتر اصلاح اس مضمون کا خط جاوی کہ یہ نمبر جاچکا ہی تو اسکو نتھی کرکے افسر ڈاک کے پاس بذریعہ خط بیرنگ روانہ کرین -

تاریخ اشاعت اب بفضل خدا اسی امید ہی کہ اشاعت اصلاح نہایت پابندی وقت سی ہو ہر انگریزی مہینہ کے پہلے ہفتہ مین پہونچ جاوی احتیاطاً ۱۰ تاریخ تک انتظار کرکے خط شکایت لکھا جاوی - اور کسی دوسرے شخص پرچہ پہونچنے سے یہ قیاس نہ کیا جائے کہ میرے نام کا نہین روانہ ہوا ممکن ہی دوسرے یا تیسرے روز پہونچ جائے کیونکہ جن لوگونکا نام درج رجسٹر ہی اونکے نام پرچہ ضرور روانہ ہوتا ہے -

انتظام آیندہ ہم اگرچہ کوئی وعدہ نہین کرسکتا کہ امور خدا کے قبضہ قدرت مین ہین - مگر انشاء اللہ ارادہ ہی کہ آیندہ سی ہر نمبر یکم ماہ عربی تک پہونچ جاوی مضامین - اخلاقی - تاریخی مین اضافہ کیا جاوی تحقیقات مذہبی کا سلسلہ موقوف نہو - تہذیب متانت مین ترقی دیجاوی - بشرطیکہ مخالفین ہمکو مجبور نہ کرین اصلاح قوم کے مضامین زیادہ شایع ہون تجارت زراعت حرفت صناعت پر خاص توجہ کیجائے مضمون نگار حضرات سی بھی خاص طور پر اسکی امید ہی کہ قومی مضامین پر خاص طور سے توجہ فرمایئن -

تنقید بخاری پر خاص طور سی زور دیا جاتا ہی جسکے لیٔے مین ہر طور سی طیار ہون - مگر اس نمبر بھی نہ شایع ہوسکا کیونکہ دوسری ضروری مضامین بہت بڑہ گئی جس سی بجای ۴۸ صفحہ کے ۷۲ صفحہ کرنا پڑا انشاء اللہ نمبر ۳ سے اوسکا سلسلہ شروع ہوگا ۸ صفحہ چھپا ہوا موجود ہے -

آیندہ نمبر مین انشاء اللہ ایک مضمون **الامامت** بھی جو ایک دہلی کے شاہزادہ کا نہایت دلچسپ مضمون ہے مثل تنقید بخاری شایع ہوگا کہ بصورت کتاب علیحدہ کرسکین -

اب اصلاح کا ہر مضمون جو مسلسل ہوتا ہی اسطرح شایع ہوتا ہی کہ اوسکو بصورت کتاب علیحدہ مرتب کرسکیں

ملاحظہ ہو مضمون الاوّل والا صحاب بہ نوبت مزید دوبارہ اسکے محرک قومی مکرمی جناب سید مجید علی صاحب بلالی ہیں متوطن کسیل جنکا خاص طور پر شکریہ بہی ادا کرتا ہوں تنقید تجارتی حصہ ثالثہ کی تجویز بہی ملتوی کیجاتی ہے کیونکہ کل ۴۲ آدمیوں کا چندہ موصول ہے

اصلاح پرنٹنگ کمپنی اسکے متعلق مجھے اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اگرچہ نہ اسقدر سرمایہ جمع ہوا نہ رجسٹری ہوئی مگر کام مختصر پیمانہ پر شروع کر دیا گیا ہے تاریخ الاخوان حصہ اول چھپ چکا ہے جو اس کمپنی کی حصہ دوم زیر طبع ہے جو عنقریب شایع ہوگا۔ اور بہی مختصر رسائل مسائل وغیرہ کے متعلق عنقریب شایع ہونگے میری امید اب مبدل بہ مایوسی ہو رہی ہے پچیس ہزار کا سرمایہ بہی نہ فراہم ہوسکا حالانکہ تخمیناً ۵۰ فیصدی منافع تجارتی سے زیادہ ہی کی امید تہی مگر جبتک قوم متوجہ ہو میں کیا کرسکتا ہوں۔

زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ جبتک تاریخ الاخوان حصہ اول نہ شایع ہوا تہا صدہا درخواستیں آئیں۔ اور بعد چندے اب بالکل سکوت ہے۔ یہ بہی ہماری قومی خواص سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی امر میں تو بڑا شوق و ذوق ظاہر کیا جاتا ہے جس سے انسان دہوکہ کہا جائے۔ اور بعد فراہمی اسباب فی المجلس السابقہ اقل کیا جاتا ہے کہ گویا انکا خیال ہی نہ تہا۔ چنانچہ جب اصلاح پندرہ روزہ کی تحریک ہوئی تو اسقدر آمادگی ظاہر کیگئی کہ پندرہ روزہ کر دیا گیا بعدہ جو ویلیو کی واپسی شروع ہوئی تو ۹۰۰ خریدار نکل گئے

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی تجویز پر اسقدر خطوط آئے کہ بجائے پچیس ہزار کے پچاس ہزار کی امید بندہی۔ قواعد و ضوابط کا شایع ہونا تہا کہ قوم نے سمجھ لیا کمپنی قائم ہوگئی۔ [illegible] منافع تقسیم ہوا ہوگا خیر منافع نہ ملے تو کیا حرج ہے

تنقید تجارتی پر بہی یونہی زور دیا گیا اب [illegible] دوسرے حصہ کیساتہ تیسرا حصہ بہی شایع کرنے پر طیار ہیں صرف ۰۰ خریدار سے چندہ [illegible] اور کیسکی صورت نظر نہ آئی

بہرحال ہم صورت میں تو وہ ہم بہی [illegible] ہمارے برادران ایمانی تو خوش اور آباد رہیں اور کل مقاصد دلی میں کامیاب [illegible]

کہ جن حضرات کے [illegible] وردوین ہوا [illegible] ضرورت [illegible] کی اشاعت [illegible] کرم ایک حصہ یا دو حصہ ضرور خرید فرمائیں خدا کے فضل [illegible] امید [illegible] فیصدی کے حساب سے منافع تجارتی [illegible] تقسیم کرسکیں۔

خصوصاً اون حضرات کی توجہ زیادہ ضروری ہے جو اپنے حصہ کا نصف روپیہ بہیج چکے ہیں کہ وہ اب جلد توجہ فرمائیں کیونکہ اس سال بہت ضروری امور پیش ہیں۔

ڈائرکٹران میں بجائے مولوی سید اظہار حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر کے بوجہ ملازمت سرکاری اس خدمت سے علیحدہ ہوئے جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب جو ہز ہائینس نواب رامپور دام اقبالہ کا نام نامی درج کیا گیا۔ ممدوح نے پانچسو روپیہ کا وعدہ بہی فرمایا ہے اور عنقریب باضابطہ کارروائی اسکی کسی آیندہ نمبر میں شایع ہوگی شیعہ مشنری نہایت ضروری ہے کہ اسکی طرف خاص توجہ کیجائے جسکے لیے پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ ہر چہوٹے بڑے مقام

میں پہلے باضابطہ انجمنیں قائم کیجائیں جو آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی ماتحت ہوں اور ایک معقول المقامی سرمایہ فراہم کریں جیسے ہو وہانکی قومی ضرورتیں بھی انجام پائیں اور شیعہ کانفرنس کی بھی معین ہو۔ اور شیعہ مشین قائم کی جائے کہ کچھ لوگ واسطے سفر ہوں جو ملک کے مختلف مقامات میں دورہ کریں اور علم و تہذیب کی اشاعت کریں اور مذہب حق کی تعلیم کریں۔ یہ زمانہ ماہ عزا کا ہے جہلم امام مظلوم تک ہر جگہ مجالسیں ہوتی ہیں مومنین کا مجمع ہوتا ہے اگر ہمت مردانہ سے اسوقت کام لیا جاوے تو بہت ہی مفید صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

ہم اپنے قومی واعظین و ذاکرین سے بھی امید کرتے ہیں کہ وہ ان امور کیطرف خاص طور پر توجہ کرینگے اور قوم کو ہر طرح آمادہ و مستعد کرینگے کہ جہانتک ہو سکے اس پر توجہ کریں کیونکہ اگر یہی واعظین و ذاکرین خود بھی بعد فراغ مجالس عزا حسب ذیل مقامات کا دورہ کریں تو بہت جلد مذہبی ترقی ہو سکتی ہے۔ علاقہ ڈیرہ غازی خان جہاں مسلمانوں کی حالت عام طور سے تباہ ہو رہی ہے علاقہ بلگام جو پونہ سے دو سو میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے۔ اسیطرح بنوں سرحدی مقام شمالی مغربی کا ہے جو بہت سی وجوہ سے مشہور و معروف ہے۔ اگر ان مقامات میں واعظین کا دورہ ہو تو بہت کچھ اصلاح کی امید ہو سکتی ہے۔

حالات ایران

۱۵ محرم کا تار جو سرکاری پایہ تخت روس میں شایع ہوا مخبر ہے کہ مشہد (خراسان) میں انقلاب عظیم پیدا ہے انجمن ایالتی نے سارا انتظام شہر اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور قونسل روس و انگریزی کو مطلع کیا کہ دونوں کو جس امر میں ضرورت خط و کتابت ہو انجمن ایالتی سے بلا واسطہ گفتگو کرے۔

۱۸ محرم کا تار مخبر ہے کہ صوبہ رشت میں بھی ملت نے علم مخالفت بلند کیا اور سلطنت کے بہت سے افسروں کو قتل کیا۔ ڈاک تار میں آگ لگا دی دوکانیں بند ہیں۔ شاہی فوج قونسلخانہ روس میں پناہ گزین ہے۔ تلف ہے۔

دوسرا تار اسی تاریخ کا مخبر ہے کہ طہران سے چار سو سوار اور ایک توپ رشت کی سرکوبی کو روانہ ہوئی حکومت شہر اسوقت رعایا کے ہاتھ میں ہے خارجہ کی رعایا ہر طرح محفوظ ہے۔ سلسلہ تار بند ہے۔

حبل المتین راقم ہے کہ آقا بالا خان سردار والی رشت قتل کیا گیا جو نہایت ظالم اور سفاک تھا آقا سید جمال الدین کبیر کو اسکے فرزند شاہزادہ عبدالعظیم رضی اللہ عنہ سے گرفتار کیا۔ اسوقت کل شہر ہائے لنکران رودم گیلان۔ مازندران۔ استرآباد قبضہ مشروطین میں ہے۔ رشت اور طہران میں صرف شہر قزوین حد فاصل ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ طہران کس ضیق میں مبتلا ہے بہت جلد اب طہران پر بھی حملہ ہوا چاہتا ہے۔

تبریز۔ شاہی فوج نے پھر حملہ کیا تھا اور غالباً آخری حملہ ہے جیسا ۲ محرم کا تار مظہر ہے کہ ایکسو چالیس آدمی شاہی فوج کے مارے گئے اور مغلوب و مقتول ہو کر فراری ہوئے۔

خلاصہ واقعات اصفہان۔ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ کو جب محمد علی شاہ نے طہران میں قیامت کبری قائم کیا کہ پارلیمنٹ کو توڑا اور مسجد پر توپ چڑھوائی اور ہزاروں خون ناحق کیا جس کے بعد تمام ایران میں حشر بپا ہے اسوقت سے اصفہان چھ ماہ تک بالکل ساکت رہا اور کوئی حس و حرکت اوسمیں نہ پیدا ہوئی۔

اقبال الدولہ حاکم اصفہان مقرر ہوے اور اونہونے اپنی طرف سے **معدل الممالک** کو نایب بناکر اصفہان روانہ کیا۔ فوج ملابر۔ انکے ساتھ تہی اسکی شرارت تمام ایران مین مشہور و معروف ہے۔ اصفہان مین اسنے اس قسم کی شرارت اور دست درازی شروع کی کہ تمامی رعایا برافروختہ ہوئی ماہ مبارک رمضان مین علانیہ شراب خواری کرتے تھے۔ علماء اعلام نے ہرچند فہمایش کی اور سمجہایا کہ اس قسم کے فسق و فجور سے فوج کو روکنا چاہیے مگر نایب الحکومت نے ایک نہ سنی اور انواع و اقسام کی تعدی کرنے لگے۔

۴ ذیحجہ روز دوشنبہ کو رعایا نے مجبور ہوکر دوکانین بندکرنی شروع کین۔ بہت سے لوگ سفارتخانہ روس مین پناہ گزین ہوے طہران کو تار پر تار جاتا ہے کوئی جواب نہین ملتا۔

۷ ذیحجہ کو علما سے کہا گیا رعایا کو متفرق کیجیے ورنہ فوج سے کام لینگے علما نے جواب دیا جبتک **معدل الممالک** معزول نہوگا رعایا کا جوش کم نہوگا۔

۹ روز عرفہ مومنین مسجد شاہ و مسجد جلوا (علی قاپو) مین مشغول عبادت تھے کہ **فوج ملابری** نے آکر لوٹ مار شروع کی کسیکا عمامہ لیا کسیکی عبا کسیکی گھڑی۔ ظہر کے وقت ایک گولہ بھی توپ کا آیا جس سے سب نے فرار اختیار کیا مجبے عام طور گولہ باری شروع ہوئی جو زندہ بچے وہ بھاگے مسجد شاہی جو سلاطین صفویہ انار اللہ برہانہم کی یادگار تھی اوسکو سخت صدمہ پہونچا گلدستہ وغیرہ اوسکا سب منہدم کردیا گیا

قریب غروب ضرغام السلطنہ سردار قبیلہ بختیاری بارہ سو سوار کی جمعیت سے اہل اصفہان کی امداد کو آپہونچے کیونکہ حکومت نے ابوالقاسم خان حاکم قمشہ کو جو اسی خاندان بختیاری سے ہے نہایت ذلیل و خوار کیا تہا اس سے بختیاریون مین جوش پیدا ہوا اور اونہونے آکر اسکا انتقام لیا تین ساعت تک بازار حرب و ضرب قائم رہا۔ آخر بختیاری غالب آئے اور شاہی میگزین پر قابض ہوے۔ شاہی فوج نے فرار کیا او چلتے چلاتے بازار کو خوب لوٹا۔ کہ قریب چار کرور تومان کے اونہون نے رعایا کا نقصان کیا۔ اور سفارتخانہ انگریزی مین پناہ گزین ہوے۔

۱۲ ذیحجہ کو صمصام السلطنہ (سردار قبیلہ بختیاری) وارد شہر ہوے اور تمام سفارتخانونکو اپنے قدوم سے اسکی خبر دیا کہ امن و امان شہر کے ہم ذمہ وار ہین۔ اس لڑائی مین شاہی فوج کے تین چار سو سوار مارے گئے اور بختیاریونسے صرف ایک شخص شہید ہوا۔

صمصام السلطنہ نے جب مسند حکومت مشروطہ پر جلوس کیا تو پہلی تقریر آپکی یہ تھی کہ ہم پانچ لائق فرزند رکہتے ہین جو سب ہمارے ساتھ ہین۔ آزادی ملت اور حفظ استقلال وطن مین سبکو نثار کرینگے اور جب تک ہماری بدن مین جان ہے حجج اسلام کے تعمیل حکم مین سرمو تفاوت نہوگا۔

اوسوقت سے ابتک اصفہان انہین بختیاریون کے قبضہ مین ہے اور شاہ اس سے بھی اوسی طرح متحیر و مبہوت ہین جس طرح تبریز سے

الآل والاصحاب

(سابقہ کے لیے ملاحظہ ہو)

مگر اس اعتراض کی وجہ وہی ہے کہ فعل امام کے مصالح پر نظر جاتی ہے۔
رسول یا امام کا کام احقاق حق ہے کہ حتی الامکان حق کو ایسا واضح کردیں
کہ پھر عقلا کو شبہہ نہ رہے۔ اسی وجہ سے قیام مکہ کو ترک کیا اسی وجہ سے قیام
مدینہ کو ترک کیا کہ احقاق حق پوری طور سے نہیں ہوتا۔

کیا آپ گمان کرسکتے ہیں کہ اگر جناب امام حسین عبداللہ بن زبیر کی طرح مکہ میں مارے
جاتے تو ایک متنفس بھی شیعوں کے سوا حضرت کی مظلومیت کا اقرار کرتا اور اتنی بھی
ہمدردی اس شہید راہ خدا سے کی جاتی ہرگز نہیں۔

کیا آپکو اہلسنت کا یہ اعتراض نہیں معلوم کہ کہتے ہیں اگر خلفاے ثلثہ
کی خلافت ناجائز تھی تو جناب امیر نے اوسی وقت کیوں نہ فیصلہ کیا جب اونسے
کہا جاتا ہے کہ اصحاب جنہوں نے آپ سے مقابلہ کیا گیا اونہیں کے حق میں کیونکر
عائشہ۔ طلحہ زبیر معاویہ موجود ہیں۔ تو کس خوبصورتی سے وہاں خطاے
اجتہادی کا لطیفہ نکالا جاتا ہے۔

اب تو آپکو امام حسین کی مصلحت معلوم ہوئی کہ اگر آپ مدینہ میں قیام فرماتے۔
اور یہ صحابہ مہاجرین و انصار اودھر ہوجاتے تو حق کیسا مشتبہ ہوجاتا۔
اگر یہ کہا جائے کہ ممکن تھا وہ صحابہ آپکے طرفدار رہتے تو اگرچہ واقعات مابعد
سے اسکی تردید ظاہر ہے۔ مگر خود اصل واقعہ آپکی تسکین کو کافی ہے کہ جناب
امام حسین نے مدینہ کو مخفی طور پر نہیں چھوڑا ہے۔ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بکمال
استقلال وہاں سے مکہ آئے۔ اور پانچ مہینہ یہاں قیام کیا اور بروز
ترویہ کہ تمام حجاج آمادہ حج ہیں۔ آپنے سفر عراق اختیار کیا ہے اگر اون

صحابہ مین کچھ بھی اسلام کا اثر ہوتا تو کیا ممکن تہا فرزند رسول کو تنہا جانے دیتے
دوسرونکو جانے دیجیے خود عبد اللہ بن عمر نے تو حضرت سے اوسوقت بھی
ملاقات کی ہے جب آپ طلب بیعت پر مدینہ سے روانہ ہوئے جیسا ابن عمر نے
وہ مشورہ دیا۔ اور اوسوقت بھی ملاقات ہوئی کہ جب آپ سفر عراق کر رہے
ہین مگر کہان اسلام تھا اور کہان ایمان جو ساتھ دیتے ۔

ہان یہ شبہہ ہوسکتا ہے کہ آخر یہی صحابہ مہاجرین و انصار تھے
جنہونے رسول اللہ کے عہد مین اسلام کی خدمت کی۔ اور خلفائے ثلثہ کے زمانہ
مین کیسے کیسے فتوحات کئے ۔ اب کیا ہوگیا جو اونکی یہ حالت ہوگئی ۔
مگر اسکا جواب تو آپکو خود قرآن مجید دیگا کیونکہ جو کچھہ مذہب کی جہت قرآن سے
جو کچھہ یہان لکھے گئے وہ آیات قرآنی جس سے صرف اونکی ایمانداری کا ہی نہین
ظاہر ہے بلکہ اونکی شجاعت بھی نمایان ہے کہ ڈر سے خوف و ہراس اونکی
آنکھین پھیر جاتین ۔ موت کی غشی اونپر طاری ہوتی ۔ پھر وہ کیا اسلام کی مدد کرتے
ہان سواد لشکر کے لئے ضرور رہتے لیکر جو اعمال کرتے اونکا بیان کرنے والا
خود قرآن ہے ۔ ہمکو زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ۔

ہان سیر و تواریخ دیکھیے تو معلوم ہو جنگ احد سے لیکر تا بہ جنگ طائف
وحنین کتنے فتح کی اور کون ہروقت جان نثاری پر آمادہ رہتا ۔ اور کون
لوگ فرار کرتے جس سے آپکو پتہ لجائیگا کہ یہ صحابہ جنکی قرآن نے مذمت کی ہے کون
تھے اور کیسے تھے ۔

رہے وہ فتوحات جو بعہد خلفائے ثلثہ ہوئے ۔ اونکے فاتح بیشک
یہی مہاجرین و انصار تھے ۔ مگر اسکے اصلی فاتح بھی وہی تھے جو عہد رسول اللہ
مین فاتح رہتے کیونکہ خود خدا فرماتا ہے والقینا فی قلوبھم الرعب کہ
ہمنے کافرونکے دلمین رعب ڈالدیا ۔ وہی رعب جو عہد رسول اللہ سے
قائم ہوچکا تہا ۔ آج یہ کام کر رہا ہے کہ تمام دنیا مین انکا سکہ جم رہا ہے ورنہ

اصلی حالت اونکی وہی تھی جسے قرآن نے باین وضاحت بیان کیا۔ اور انہین مصالح سے جناب امام حسین نے کسیطرح انپر نہین اعتماد کیا۔

یہ لوگ جس طمع سے اسلام لائے تھے وہ سب اون خلافتونکی بدولت پورے ہوئے لہذا اونکے ساتھ رہے جب دیکھا کہ اب وہ فوائد نہین حاصل ہوسکتے گھر مین بیٹھ رہے نہ اسکی فکر ہے کہ اسلام تباہ ہو رہا ہے نہ اسکا خیال ہے کہ خاندان رسالت برباد ہو رہا ہے۔

جناب امام حسین اون سب حالات کو بچشم خود دیکھ چکے تھے کہ جب رسول اللہ بیمار ہوئے اور ولایت نے جواب دیا تو انہین صحابہ نے جنہین مہاجرین وانصار سب داخل ہین کسطرح کی بیوفائی کی کہ حضرت تاکید پر تاکید فرما رہے ہین لشکر اسامہ کے ساتھ جاؤ مگر کوئی نہین جاتا۔ کیونکہ اونکو معلوم تھا یہ لشکر محض تنبیہ وتادیب کے لئے جا رہا ہے نہ اسمین لڑائی ہوگی نہ مال غنیمت ہاتھ آئیگا لہذا انصار نے اسوجہ سے پہلو تہی کی۔ مہاجرین کو خلافت کی تاک لگی ہوئی تھی کہ ابھی دو مہینہ بھی نہین ہوئے کہ خم غدیر مین جناب امیر کو بالاعلان خلیفہ مقرر کر چکے ہین۔ اگر آج جاتے ہین تو پھر کوئی موقع باقی ہی نہین رہتا ہرچند حضرت لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ فرماتے رہے۔ مگر نہ جانا تھا نہ گئے۔

جناب امام حسین کو وقت رحلت رسول کی حالت بھی یاد تھی کہ ان مہاجرین وانصار نے حضرت سے کیسی بدسلوکی کی کہ ایک متنفس بھی شریک نماز جنازہ نہ ہوا جسپر جناب سیدہ نے اونسے یہ شکایت کی جیسا کہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے۔

فوقفت فاطمۃ رضی اللہ عنہا علی بابہا فقالت لاعہد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول اللہ جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقا ص ۲۱ مطبوعہ مصر

یعنی پس کھڑی ہوئیں جناب سیدہ اپنے مکان کے دروازہ پر اور کہا آجتک ہمکو کوئی قوم ایسی نہیں معلوم ہوئی جو تم سے بدتر محضر میں حاضر ہو کہ چھوڑ دیا تملوگوں نے رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے۔ اور اپنے امور کا فیصلہ کر لیا آپس میں نہ ہمسے مشورہ لیا گیا نہ ہمارے حق کا خیال کیا''

پھر جناب امام حسنین کو ان صحابہ مہاجرین و انصار سے کیا نصرت کی امید ہو سکتی تھی کہ جب خود رسول اللہ کے ساتھ انکا یہ حسن سلوک تھا تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کرینگے۔ کیونکہ مہاجرین و انصار سب تو ایک حال میں تھے اپنی اپنی فکر سبکو تھی خدا و رسول سے کسیکو مطلب نہیں

جناب امام حسنین اوسوقت موجود تھے جب جناب سیدہ و خلیفہ اول سے اسطرح گفتگو ہوئی ملاحظہ ہو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ

فقالت ارایتکما ان حدثتکما حدیثا عن رسول اللہ تعرفانہ وتفعلان بہ قالا نعم فقالت نشدتکما اللہ الم تسمعا رسول اللہ یقول رضا فاطمۃ من رضای وسخط فاطمۃ من سخطی فمن احب فاطمۃ ابنتی فقد احبنی ومن ارضی فاطمۃ فقد ارضانی ومن اسخط فاطمۃ فقد اسخطنی قالوا نعم سمعناہ من رسول اللہ قالت فانی اشھد اللہ وملائکتہ انکما اسخطتمانی وما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی

جناب سیدہ نے شیخین سے فرمایا کیا رائے ہے تمہاری اگر کوئی حدیث ہم رسول اللہ کی بیان کریں تو تم مانوگے دونوں نے کہا ہاں حضرت نے کہا ہم تمکو قسم دیتے ہیں سچ کہو کہ رسول اللہ کو یہ کہتے تمنے سنا تھا کہ فرماتے تھے رضائے فاطمہ ہماری رضا ہے اور اونکی ناراضی ہماری ناراضی ہے۔ جسنے میری بیٹی فاطمہ سے محبت کی اوسنے مجھسے محبت کی۔ اور جسنے فاطمہ کو راضی کیا اوسنے مجھے راضی کیا اور جسنے انکو ناراض کیا اسنے مجھکو ناراض کیا۔

لا اشكو بكما اليه فقال ابو بكر
انا عائذ بالله تعالى من سخطه
وسخطك يا فاطمة ثم انبعث
ابو بكر يبكي حتى كادت
نفسه ان تزهق وهي تقول
والله لادعون الله عليك
في كل صلوة اصليها ثم خرج
ابو بكر باكيا فاجتمع اليه
الناس [illegible] لهم يبيت كل
رجل منكم معانقا حليلته
مسرورا باهله وتركتموني
وانا فيما انا لاحاجة لي في
بيعتكم اقيلوني بيعتي قالوا
يا خليفة رسول الله ان
هذا الامر لا تستقيم وانت
اعلمنا بذلك انه ان
كان هذا لم يقم لله دين
فقال والله لولا ذلك و
ما اخافه من رخاوة هذه
العروة ما بت ليلة ولي
في عنق مسلم بيعة بعد ما
سمعت ورايت من فاطمة
رضی تعالیٰ ۲۳

دونون نے کہا بیشک ہمنے رسول
اللہ سے اس حدیث کو سنا ہے تب
جناب سیدہ نے فرمایا مین خدا اور
فرشتونکو گواہ کرتی ہون کہ تمنے ہمکو
ناراض کیا اور راضی نہین کیا۔ اگر
مینے رسول اللہ ملاقات کی تو تم دونو
شکوہ کرونگی۔

ابوبکر نے کہا ہم خدا سے پناہ
مانگتے ہین اوسکے غضب سے اور
تمہارے غضب سے اے فاطمہؑ۔ یہ
کہکر ابوبکر اسطرح رونے لگے کہ قریب
تہا اونکی جان نکل جائے اور
جناب سیدہ کہتی تہین کہ قسم خدا کی
ہم تجہپر بددعا کرینگے ہر نماز مین۔ اسکے
بعد ابوبکر روتے ہوئے وہان سے
باہر نکلے۔ تو لوگ اونکے پاس جمع
ہوئے۔ ابوبکر نے کہا تملوگو نسے
ہر شخص خوش خوش اپنی زوجہ کے
کے گلے مین باہین ڈال کر سوتا ہے
اور ہمکو اس مصیبت مین ڈالدیا
ہمکو تمہاری بیعت کی حاجت نہین
معاف کرو۔ لوگون نے کہا اے
خلیفہ رسول یہ امر خلافت اسطرح

درست نہین ہوگا اور تم ہمسے زیادہ جانتے ہو - ابوبکر نے کہا اگر یہ نہوتا تو ہرگز مین اسپر راضی نہوتا کہ ایک رات بھی کسی مسلمان کی بیعت میری گردن پر رہے بعد اسکے کہ مینے حضرت فاطمہ کی حالت دیکھی اور اونکا کلام سنا -
مین نہین سمجھتا وہ شخص کیونکر مدعی اسلام ہو سکتا ہے جو حضرت کا کلام خود اپنے کانون سنے اور پھر اوسکی مخالفت کرے کیونکہ کافر مسلمان میں یہی تو فرق ہے کہ کافر رسول کو سچا نہین جانتا دین اوسکا اعتقاد نہین - اور مسلمان وہ ہے جو آنحضرت کو مخبر صادق جانتا ہے اور رسکو سچا مانتا ہے پس یہان دو ہی صورت ہے یا تو رسول اللہ صادق ہین اور جو نہین مانتا وہ کافر ہے - یا معاذ اللہ حضرت اپنے کلام مین کاذب ہین تو پھر سب باتین آسان ہین -
غرض جناب امام حسین ان کل حالات سے مطلع تھے اور سارے واقعات سے واقف تھے - پھر کیونکر ممکن تھا کہ حضرت انپر اعتماد کرتے کیونکہ اگر ابوبکر صاحب کچھ ایسے بھی تھے تو اہل مدینہ نے پھر اونکو بہکایا اور عجب نہیں ہو اجو جناب امام حسین کو وہ کلام جناب سیدہ نہ بھولا ہوگا جو حضرت نے بمجمع انصار فرمایا تھا کیونکہ مہاجرین کے ظلمون کی حضرت نے انصار سے فریاد کی تھی اور کسیکو رحم نہ آیا خطبہ جناب سیدہ مین ہے -

ثم عدلت الى مسجد الانصار وقالت يا معشر البقية ويا عماد الملة وحضنة الاسلام ما هذه الفترة فی حقی والسنة عن ظلامتی - اما كان لرسول الله ان يحفظ فی ولده سرعان ما احدثتم وعجلان ذا اهالة

اسکے بعد انصار کیطرف متوجہ ہوئین اور فرمایا اے بہادر جوانون کے بازو اسلام کے انصار یہ کیسی سستی ہے تمہارا میرے حق مین میرے مجھپر جو ظلم و ستم ہوتا ہے اس سے غفلت کرتے ہو کیا میرے باپ رسول اللہ نے یہ نہین کہا تھا کہ ہر شخص کی

تزعمون مات رسول الله
فخطب جليل استوسع وهيه
واستنهر فتقه وفقد راتقه
واظلمت الارض واكتابت
الخيرة الله وخشعت الجبال
قلت واكدت الامال و
اضيع الحريم واذيل الحرمة
فتلك نازلة اعلن بها
كتاب الله في افنيتكم ممسالم
ومصبحكم هتافا وتلاوة ما
حلت بانبياء الله ورسله
وما محمد الا رسول قد خلت
من قبله الرسل افان مات
او قتل انقلبتم على اعقابكم
ومن ينقلب على عقبيه فلن
يضر الله شيئا وسيجزي الله
الشاكرين - ايها بني قيلة
اهضم تراث ابيه وانتم بمرأى
ومسمع تلبسكم الدعوة وتشملكم
الخبرة وفيكم العدة والعدد
ولكم الدار والجنة وانتم
الاولى نخبة الله التي انتجبت
وخيرة الله التي اختار لنا

رعایت اوسکی اولاد مین کرو کتنا
جلد تم بدعت پیداوار کرنے لگے
اور رعایت دین سے دست بردار
ہوئے حالانکہ میری امداد پر قادر ہو
اور قوت ... کہتے ہو اگر یہ کہو کہ
محمد مر گئے تو بیشک یہ مصیبت عظمی
ہے جسکا اثر آسمان و زمین و پہاڑ
و جنگل سب پر ظاہر ہوا ستارے
بے نور ہوئے تیرہ و تار ہو گئے حرمتیں
ضائع ہوئیں جن سے بڑھکر کوئی
مصیبت نہیں مگر اسکو یہ لازم نہیں
ہے کہ تم دین سے پھر جاؤ خود خدا
فرماتا ہے نہیں ہے محمد مگر ایک
رسول جسکے پہلے اور رسول گذرے
ہین تو کیا اگر وہ مرے یا قتل ہو تو
تم دین سے پھر جاؤ گے جو پھرے
دین سے وہ خدا کو ضرر نہین پہونچا
سکتا قریب ہے خدا جزا دے
شکر کرنیوالونکو اے بنی قیلہ کیا
میراث میری ہضم ہو جائیگی اور تم
دیکھتے رہو گے مجمعون مین بیٹھے
رہو گے حالانکہ تمہاری تعداد زیادہ
ہے اور اسلحہ جنگ موجود ہین

اھل البیت فبادیتم العرب
وناطحتم الامم وکافحتم البھم
لانبرح وتبرحون نامرکم فتاتمرون
حتی دارت لکم بنا رحی الاسلام
ودرّ حلب الایام وخبت نیران
الحرب وسکنت فورۃ الشرک
وھدءت دعوۃ الھرج و
استوسق نظام الدین فانی
جرتم بعد البیان ونکصتم
بعد الاقدام عن قوم نکثوا
ایمانھم بعد عھدھم وطعنوا
فی الدین فقاتلوا ائمۃ الکفر
انھم لا ایمان لھم لعلھم
ینتھون الا تقاتلون قوما
نکثوا ایمانھم وھموا باخراج
الرسول وھم بدءوکم اول
مرۃ اتخشونھم واللہ احق
ان تخشوہ ان کنتم مومنین
الا وقد اری واللہ ان قد
اخلدتم الی الخفض وسکنتم
الی الدعۃ فمججتم الذی
اوعیتم ولفظتم الذی سوغتم
فان تکفروا انتم ومن فی

کیا ہم تمکو پکارینگے اور تم جواب
نہ دوگے فریاد کرین نالہ وشیون
کرین فریادرسی نہ کروگے حالانکہ
تمہاری شجاعتین مشہور رہین اب
کیون حیران ہو بعد بیان کے
اور مشرک ہوتے ہو بعد ایمان
کے (ترجمہ آیت) کیون نہین
لڑتے ہو اوس قوم سے جسنے
عہد توڑ ڈالا قصد کیا کہ رسول کو
نکالدین یہی لوگ ہین جنہون نے
ابتداے قتال کی تم کیا ڈرتے
ہو اسلئے خدا زیادہ مستحق ہے کہ
ڈرو اگر ہو ایمان والے (جب
کسی نے کچھ جواب نہ دیا تو آپ
فرماتی ہین) معلوم ہوتا ہے اب
راحت پسندی آگئی تم مین مستحق
خلافت کو نکالکے چین سے بیٹھے
ہو آرام پایا تنگی سے نجات ملی
علم دین جو گلے تک پہونچا تھا
اوس کو تہوک دیا حلق سے نکالدیا
(ترجمہ آیت) پس اگر کافر ہوجاؤ تم اور جتنے
لوگ زمین مین ہین سب کے سب
تو خدا غنی اور حمید ہے آگاہ ہو

فی الارض جمیعاً فان اللہ لغنی حمید الا وقد قلت الذی قلت علی معرفۃ منی بالخذلۃ التی خامرتکم وخور القناۃ وضعف الیقین ولکنہ غضبۃ النفس و نفثۃ الغیظ وبثۃ الصدر و معذرۃ الحجۃ فدونکموھا فاحتقبوھا مدبرۃ الظہر ناقبۃ الخف باقیۃ العار موسومۃ بشنار الابد موصولۃ بنار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ فانہا علیہم موصدۃ فبعین اللہ ماتفعلون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وانا ابنۃ نذیر لکم بین یدی عذاب شدید فاعملوا انا عاملون وانتظروا انا منتظرون

آگاہ رہو کہا جو کہا مگر میں جانتی ہوں اگر تم مکر کروگے میری مدد نہ کروگے لیکن درد و الم کے شرارات جمع تھے اسوجہ سے ظاہر کیا اسلئے کہ حجت کو تم پر تمام کیا کہ قیامت کے دن کوئی عذر نہ کرو اسکے پہنچو وہ پیسے [illegible] کو جس سے داغ [illegible] و سارا غضب خدا تمہارے مستحق ہو [illegible] دیکھتا ہے جانتا ہے ہمارے [illegible] کر [illegible] قریب ہے جانیں وہ [illegible] کر [illegible] سے ظلم کیا کس [illegible] پلٹے جاتے ہیں بیٹی ہوں اوس [illegible] جو تمکو ڈراتا تھا غضب خدا سے جو تمہارا دل چاہے کرو ہم بھی جو حق سمجھتے ہیں وہی کرتے ہیں انتظار کرو عذاب کا جیسا کہ ہم انتظار کرتے ہیں ثواب کا۔

یہ خطبہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کا ہے جسکی سند یں کتاب تشیید المطاعن جلد اول صفحہ ۳۹۹ میں مذکور ہیں اور اسکا پورا ترجمہ تشئی صفحہ ۲۳ میں لہذا اسناد وغیرہ سے یہاں بحث نہیں صرف یہ دکھانا ہے کہ جناب سیدہ نے جو بضعۃ الرسول تھیں کس [illegible] کلام سے انصار کو مخاطب کیا ہے اور [illegible]

اونسے فریاد کی ہے مگر کوئی نصرت پر آمادہ ہوا۔ حاشا وکلا ہرگز نہین۔ پھر فرمائے جناب امام حسین کیا انسے امید کرتے۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ عورتونکے استغاثہ پر عام طور سے جوش پیدا ہوتا ہے اسلیئے عرب لڑائیون مین اپنے ساتھہ عورتونکو رکھتے تھے کہ اگر کوئی بزدلی کرے تو عورتین اوسکو غیرت دلائین اور اوسکا جوش ترقی کرے۔ مگر ہائے یہان کون سی عورت فریاد کرتی ہے؟ دختر رسولؐ جسکے سوا دنیا مین کوئی بیٹی رسول کی نہین ہے۔ کس بات کی فریاد کرتی ہے کہ میرا حق غصب ہوا ہے۔ حق رسی کرو مگر کسیکو غیرت نہ آئی۔ پھر ایسے صحابہ مہاجرین و انصار سے جناب امام حسین کیا امید کرتے۔

اس خطبہ مین جناب سیدہ نے قرآن کی چند آیتوں سے انکا استدلال کیا ہے ایک آیہ ما محمد الا رسول ہے جس سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ جناب سیدہ ان لوگونکو اوس آیہ کا مصداق سمجھتی ہین کہ انقلبتم علی اعقابکم انپر منطبق ہے۔

دوسرے آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم ہے کہ حضرت نے ان غاصبین کو ائمہ کفر فرمایا

اب جو لوگ خدا اور رسول پر ایمان لائے ہین اور جناب رسالتمآبؐ کو مخبر صادق مانتے ہین۔ وہ تو اسپر مجبور ہین کہ جناب سیدہ کو صادق مانین اور انلوگونکو ائمہ کفر جانین۔ رہے وہ لوگ جو حضرت کو صادق نہین مانتے وہ مختار ہین ہمکو اونسے بحث ہی نہین۔ کیونکہ غاصب کا حق پر قبضہ ہے۔ مددگارونکی کثرت ہے جس کا گہر چاہین لوٹ لین جسکو چاہین پھونک دین۔ آخر پھونک ہی دیا کسیکے اونکا کیا بگاڑا۔ قرآن کی آیتین سنائین رسول اللہؐ کی حدیثین یاد دلائین۔ وہ لوگ سیتے رہے یہ عاجز آ کر چپکے ہو رہین لڑنے کا موقع نہ تہا جنگ کی مصلحت نہ تہی اتمام حجت کرکے گھر آئین اور وصیت کی کہ میرے جنازہ پر یہ لوگ نہ آئین۔

پھر کیونکر جناب امام حسینؑ انپر بہروسہ کرتے اور انپر اعتماد کرکے مدینہ مین جنگ فرماتے۔ کربلا سے یہان زیادہ مصیبت تھی۔ اور پہر وہ علانیہ شہادت نہ ثابت ہوتی جو ہوئی۔

جناب امام حسینؑ اہل مدینہ کی یہ روش بہی دیکھ چکے تھے کہ انہوں نے خود حضرت عمر کو کتنا پریشان کیا تھا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے جلد ۳ صفحہ

قال الشعبی لم یمت عمر بن الخطاب حتی ملته قریش وقد کان حصرهم بالمدینه وقال اخوف ما اخاف علی هذه الامة انتشارکم فی البلاد فان کان الرجل منهم یستاذنه فی الغزو فیقول قد کان لك فی غزوك مع رسول الله ما یبلغك وخیر لك من غزوك الیوم ان لا تری الدنیا ولا تراك وکان یفعل هذا بالمهاجرین من قریش ولم یفعل لغیرهم من اهل مکة

یعنی شعبی کہتے ہین کہ خود عمر کو عاجز کر دیا تہا قریش نے اسلیئے سبکو محصور رکہا تھا مدینہ مین اور کہتے تھے سب سے زیادہ جو ہمکو اس امت پر خوف ہے تو اسی امر سے کہ تم شہرون مین پھیلو۔ اگر کوئی مہاجرین سے طالب اذن ہوتا انسے کہ کسی غزوہ مین جانے دو تو حضرت عمر کہتے۔ جو جہاد تم رسول اللہ کے ساتھ کر چکے ہو۔ وہ کافی ہے۔ اب تمہارے جہاد سے یہ بہتر ہے کہ نہ تم دنیا کو دیکھو نہ تمکو دنیا دیکھے۔ یہ فعل اونکا مہاجرین کے ساتھ تھا قریش سے نہ اونلوگونکے ساتھ جو غیر مہاجر تھے اہل مکہ سے۔

پس جب خود حضرت عمر کے ساتھ ان مہاجرین کا یہ برتاؤ تہا کہ وہ آخر عاجز آگئے۔ اور انکو نظربند کیا مدینہ مین کہ نکلنے نہ دیتے تو جناب امام حسینؑ انسے کیا امید رکھتے۔

کیا غضب ہے کہ جن مہاجرین کی شان مین خود حضرت عمر یہ فرماتے ہین اخوف ما اخاف علی هذه الامه انتشارکم فی البلاد کہ اس امت کے لئے

سب سے زیادہ خوفناک یہی ہے کہ یہ صحابہ مہاجرین شہرون مین پہلین اونہین صحابہ کی سیرت اور عمل کو اہلسنت اپنا مذہب بناتے ہین اور اونہین کو پیشوا اردین مانتے ہین - اس سے بڑہکر کیا بیدینی ہوسکتی ہے کہ خدا اسطرح اونکی مذمت کرے - رسول اللہ اسطرح اونکی بیدینی کو ظاہر کرین - خلیفہ دوم یون ارشاد فرمائین - ور اہلسنت ایک کو بہی نہ مانین اور صحابہ پرستی ہی مین مشغول رہین -

حضرت عمر کے طرز عمل کی تصریح جو حضرت عثمان نے کی ہے وہ سب سے زیادہ تسکین دہ ہے اوسی تاریخ کامل مین ہے صفحہ ۵۸ جلد ۳

واللہ لقد علتم علی ما نقمتم لابن الخطاب بمثلہ ولکنہ قد وطئکم برجلہ وضربکم بیدہ وقمعکم بلسانہ فدنتم لہ علی ما احببتم وکرہتم ولنت لکم واوطأتکم کتفی وکففت یدی ولسانی فاجترأتم علی -

یعنی خدا کی قسم تم ہمارے اونہین باتون کو معیوب جانتے ہو جنکو قبول کیا تہا - ابن خطاب کے لئے مگر اوسنے تمہین پیرونسے کچلا - ہاتہون سے مارا - زبانونسے قلع قمع کیا لہذا تمنے اونکی ہر بات کی اطاعت کی خواہ وہ تمہین پسند ہی یا ناپسند - اور میںنے تمہارے ساتہہ نرمی کی - اور اپنے بازو پر سوار کیا اپنے ہاتہہ اور زبان کو روکا اسلئے تم ہم پر دلیر ہوگئے -

اب حضرات انصاف کرین کہ جن صحابہ مہاجرین وانصار کی یہ حالت ہو کہ خود خلیفہ دوم وسوم اونکے حق مین یہ کلمات ارشاد فرمائین اور اونکے ساتہہ یہ برتاؤ کرین - کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ دین کے ماخذ ہون اور شریعت کے حامل جنلوگونکے دیناپر پھرنے چلنے کو خلیفہ دوم قابل خوف بتائین کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ اونکو ہم اپنا پیشوا بنائین -

باقی آیندہ

ثبوت یزید دوبارہ

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو)

حق یہ ہے کہ نہ صرف اس امر مین بلکہ تمامی مسائل مین اہلسنت کی جان عجب عذاب مین ہے بغیر اسکے چارہ نہین کہ یا رافضی بنین - یا خارجی - اہلسنت تو کسی طرح نہین رہ سکتے - کہ یزید کو مسلمان بھی مانین اور جناب امام حسین کو بھی کہین اگر شہید مانتے ہین تو ضرور ہے یزید سے برارت کرین اوسکے ساتھ معویہ و خلفائے ثلثہ سے بھی کہ مقدمات اربعہ کا یہی نتیجہ ہے -

مگر شکر خدا کہ ابن تیمیہ اسکے قائل ہین کہ جناب امام حسین شہید ہوے کہ لکھتے قتل مظلوما شھیداً ورنہ مرزا حیرت کا دماغ انکار شہادت مین فلک الافلاک پر پہونچتا -

مگر اس سے منکر ہین کہ اہل حرم اسیر ہوئے ہون چنانچہ لکھتے ہین و اما ماذکر من سبی نسائہ والدورات بھم فی البلدان وحملھم علی الجمل بغیر اقتاب فھو اکذب و باطل ما سبی المسلمون ولله الحمد ھاشمیہ قط ولا تحللت امہ محمد سبی بنی ھاشم قط ص ۲۴۹

یعنی جو ذکر کیا گیا ہے کہ اہل حرم اسیر ہوئے اور دربدر پھرائے گئے غلط ہے کبھی نہ مسلمانون نے بنی ہاشم کو اسیر کیا نہ امت محمدی نے اسکو حلال جانا -

یہان اڈیٹر النجم بتائین کہ ابن تیمیہ سچے ہین یا آپ جو اپنے اخبار مورخہ ۱۱ ذیقعدہ مین لکھتے ہین دو عورتین بے جرم قید ہوین یتیم و بیمار گرفتار ہوے

منا جلد ۵

کیونکہ آپ تو ابن تیمیہ کے ایسے عاشق ہین کہ آپ اوسکی کتاب کا ترجمہ شایع کر رہے ہین - پھر بتائیے آپ سچے ہین یا وہ

یہ بھی ارشاد ہو کہ ابن تیمیہ اوسنے کو مسلمان کامل الایمان اعتقاد

کرتے ہین اور آپ اونکو مرتد کہتے ہین جیساکہ لکھتے ہین وہ چارون طرف سے **مرتدون نے گھیر لیا** ۱۱ صفحہ ۱۱ سطر ۹

تو آپکا عقیدہ درست ہے یا ابن تیمیہ کا ۔ مگر کافی ہے ابن تیمیہ کی تکذیب کیلئے خود اونکا کلام جو اسکے چند سطر بعد لکھتے ہین ولاسبی عیال الحسینؑ بل لما دخلوا دار یزید قامت النیاحہ فی بیتہ واکرمھم وخیرھم بین المقام عندہ والذھاب الی المدینۃ

یعنی اسیر نہین کئے گئے اہل حرم امام حسینؑ کے بلکہ جب وہ داخل ہوے گھر مین یزید کے تو ماتم و نوحہ قائم ہوا اور یزید نے اونکا احترام کیا اور اختیار دیا کہ دمشق مین قیام کرین یا مدینہ جائین ۔

اب یہان کوئی انسے پوچھے کہ پھر اہل حرم داخل مکان یزید کسطرح ہوئے کیا مہمانی مین آئے تھے یا کیا ۔ اس دشمن عقل کو اتنی حیا بھی نہ آئی کہ ایک بات تو سچ کہتا جب جناب امام حسینؑ مع عزیز و اقربا و انصار معرکہ کربلا مین شہید کردئے گئے تو پھر اہل حرم دمشق مین کس طرح آئے اگر قیدی نہ تھے تو اونکے آنیکی کیا وجہ تھی ۔

اس سے بڑھکر کیا ناصبیت ہوسکتی ہے کہ اخفائے جرم یزید پلید کے لئے وہ کس کس طرح کے کذب و افترا کے موجد ہو رہے ہین ۔ مگر اس سے کیا یہ خون ناحق چھپ جائیگا ۔

اسیری اہلبیت طاہرین

زیادہ تر عجیب تو یہ ہے کہ شہادت امام مظلوم کا تو اقرار کرتے ہین جو اعظم مصائب اسلام سے ہے ۔ اور اسیری اہلبیت طاہرینؑ سے انکار کرتے ہین جسپر احمد بھی کہتے ہین کہ کبھی مسلمانون نے اہلبیتؑ رسالت کو بلکہ کسی بنی ہاشم کو اسیر نہین کیا حالانکہ جسطرح شہادت امام مظلوم متواترات نقلیہ سے ہے اوسیطرح اسیری اہلبیت طاہرین بھی ناقابل انکار واقعہ ہے ۔ مگر چونکہ یہ واقعہ اعظم وقایع سے ہے لہذا امورخین اہلسنت نے اسکے اخفا

مین بہی پوری کوشش کی مگر حق کہان چہپ سکتا ہے دیکہیے مقتل ابی مخنف مین ہے جو واقعہ کربلا مین تمامی مورخین کا ماخذ ہے۔ تاریخ طبری جو اصح التواریخ کہلاتی ہے تمامی روایات ابو مخنف سے مملو ہے۔ اوسمین ہے قال ابو مخنف وساروا بالسبایا وعلی بن الحسین وحسن بن المثنی بن الحسن علی الجمال بغیر وطاء وترکوا القتلی مطروحین بارض کربلا ص ۱۷۱

یعنی کہا ابو مخنف نے کہ قیدیونکو لیکر فوج اشقیا روانہ کوفہ ہوئی اور علی بن الحسین اور حسن مثنی اونٹونپر سوار کیے گیے جنپر نہ کوئی فرش تہا نہ پردہ اور کشتونکو یونہی زمین پر بے غسل وکفن چہوڑ دیا۔

پہر اوسی مقتل مین ہے واذا بالعسکر قد اقبل والسبایا معہم ص ۱۷۱ ناگاہ لشکر آیا اور اونکے ساتہہ قیدی بہی تہے۔

پہر اوسی مین ہے واذا بالسبایا علی المطایا بغیر وطاء ورأس الحسین بید الشمر ص ۱۸۹

پہر اسیر لوگ آئے جو برہنہ شترونپر سوار تہے اور جناب امام حسین کا سر شمر کے ہاتہہ مین تہا۔

پہر اوسی مین ہے فقالت ام کلثوم یا یزید الملعون لقد ارویت الارض من دماء اھل البیت ولم یبق غیر ھذا الصبی الصغیر ثم تعلقت النساء بہ حین تعلق الشقی وھن ینادین واقلۃ رجالا نقتل الاکابر من رجالنا وتوسر لنسائنا الا ترفع سیفک عن الاصاغر واغوثاہ ثم واغوثاہ ص ۱۹۹

حضرت ام کلثوم نے کہا اے یزید تو نے اہلبیت اطہار کے خون سے زمین کو سیراب کردیا اور بجز اس کمسن لڑکے (امام زین العابدین کے) کوئی باقی نہ رہا۔ پہر وہ سب مخدرات عصمت حضرت امام زین العابدین سے لپٹ گئین

اور فریاد کرتی تھین اور کہتی تھین تو نے ہمارے مردونکو قتل کیا اور عورتونکو قید کیا۔ اب بھی تو اپنی تلوار چھوڑتے نہین اوٹھاتا واغوثاہ واغوثاہ

اب ابن تیمیہ ان عبارتو نپر غور کرین کہ انکے امام بلکہ پیغمبر یزید نے اہلبیت اطہار کو مقید اور اسیر کیا یا نہین جو اس بشاشت اور خوش دلی سے فرماتے ہین واما ماذکر من سبی نسائہ والدوران بہن فی البلدان وحملهم علی الجمال بغیر اقتاب فهذا کذب باطل ماسبی المسلمون ولله الحمد هاشمیة قط ولا استحلت امة محمد سبی بنی هاشم قط۔

کہ اسیری اہلبیت کا واقعہ بالکل غلط ہے نہ دربدر اونکی تشہیر ہوئی نہ شتران بے کجاوہ وعماری پر سوار کی گئین یہ سب غلط ہے۔ الحمد للہ کہ کبھی مسلمانون نے کسی ہاشمیہ کو قید نہین کیا نہ امت محمدیہ نے بنی ہاشم کے قید کو جائز جانا حالانکہ روایت ابو مخنف سے کل باتین ثابت ہوین اہل حرم جناب سید الشہدا اسیر بھی کیے گئے اور برہنہ شترونپر سوار بھی کیے گئے اور کوفہ وشام تک اونکی تشہیر بھی ہوئی اور جناب امام زین العابدینؑ بھی اسیر کیے گئے یزید نے اونکے قتل کا بھی ارادہ کیا اہلحرم نے خود یزید سے شکایت کی کہ دختران رسولؐ قید کی گئین۔

اگر روایت ابو مخنف پر کسی قسم کا شک ہو تو علامہ ابو اسحق اسفرائنی کی نور العین فی مشہد الحسین ملاحظہ ہو لکھتے ہین فامر ابن سعد ان توخذ النساء عن جسد الحسین بالرغم عنهن فحملوا علی اقتاب الجمال بغیر غطاء ولا وطاء مکشوفات الوجوہ بین الاعداء وسا قوهم کما تساق سبایا الروم فی شر المصائب والهموم ص۴۷ مطبوعہ مصر

پس حکم کیا ابن سعد نے کہ جدا کی جائین عورتین جسد امام حسینؑ سے اور سوار کرائی گئین اقتاب جمال پر یعنی بے کجاوہ اونٹونپر بغیر ردا و ... اونکے چہرے کھلے ہوئے تھے دشمنونکے سامنے اور وہ اس طرح کھینچے جاتے تھے جیسے کہ روم کے قیدی ہنکائے جاتے (باقی آئندہ)

فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی
حمید الا وقد قلت الذی قلت
علی معرفة منی بالخذلة التی
خامرتکم وخور القناة وضعف
الیقین ولکنه فیضة النفس و
نفثة الغیظ وبثة الصدر و
معذرة الحجة فدونکموها
فاحتقبوها مدبرة الظهر
ناقبة الخف باقیة العار
موسومة بشنار الابد
موصولة بنار اللہ الموقدة
التی تطلع علی الافئدة انها
علیهم مؤصدة فبعین اللہ
ما تفعلون وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون
وانا ابنة نذیر لکم بین یدی
عذاب شدید فاعملوا
انا عاملون وانتظروا انا
منتظرون

آگاہ رہو ... جو کہا مگر میں جانتی ہوں
کہ تم مکر کروگے میری مدد نہ کروگے لیکن
درد و الم کہ تمہارے ... جمع تھے اسکو
سے ظاہر کیا اسقدر حجت کو تم پر تمام
کیا کہ قیامت کے دن کوئی عذر نہ کرو
... لو ... و ... حق کو جس سے
ذلت ... اور غضب خدا
تمہارے ... جو خدا دیکھتا ہے جانا
ہے ... (آیہ) قریب
ہے جانیں وہ لوگ جنہوں نے
ظلم کیا کس ... الٹے پلٹے جائینگے
... ہوں ... کی جو تمکو ڈراتا
تھا غضب خدا سے جو تمہارا دل
چاہے کرلو ہم بھی جو حق سمجھتے ہیں۔
وہی کرتے ہیں انتظار کرو عذاب
کا جیسا کہ ہم انتظار کرتے ہیں
ثواب کا۔

یہ خطبہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کا ہے جسکی سندیں کتاب تشیید المطاعن
جلد اول صفحہ ۶۹۹ میں مذکور ہیں اور اسکا پورا ترجمہ تشفی ۲۳۵ میں لہذا اسناد
وغیرہ سے یہاں بحث نہیں۔ بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ جناب سیدہ نے خود
الرسول نہیں کس درد بھرے کلام سے انصار کو مخاطب کیا ہے اور کسطرح

اونسے فریاد کی ہے مگر کوئی نصرت پر آمادہ ہوا۔ حاشا وکلا ہرگز نہین۔ پھر فرمائیے جناب امام حسین کیا انسے امید کرتے۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ عورتونکے استغاثہ پر عام طور سے جوش پیدا ہوتا ہے اسیلئے عرب لڑائیون مین ساتھ عورتونکو رکھتے تھے کہ اگر کوئی بزدلی کرے تو عورتین اوسکو غیرت دلائین اور اوسکا جوش ترقی کرے۔ مگر ہاے یہان کون سی عورت فریاد کرتی ہے؟۔ دختر رسول جسکے سوا دنیا مین کوئی بیٹی رسول کی نہین ہے۔ کس بات کی فریاد کرتی ہے کہ میرا حق غصب ہوتا ہے حق رسی کرو مگر کسیکو غیرت نہ آئی۔ پھر ایسے صحابہ مہاجرین و انصار سے جناب امام حسین کیا امید کرتے۔

اس خطبہ مین جناب سیدہ نے قرآن کی چند آیتوں سے استدلال کیا ہے ایک آیہ ما محمد الا رسول ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جناب سیدہ ان لوگونکو اوس آیہ کا مصداق سمجھتی ہین کہ انقلبتم علی اعقابکم انپر منطبق ہے۔

دوسرے آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم ہے کہ حضرت نے ان غاصبین کو ائمہ کفر فرمایا

اب جو لوگ خدا و رسول پر ایمان لائے ہین اور جناب رسالتمآب کو مخبر صادق مانتے ہین۔ وہ تو اسپر مجبور ہین کہ جناب سیدہ کو صادق مانین اور انلوگونکو ائمہ کفر جانین۔ رہے وہ لوگ جو حضرت کو صادق نہین مانتے وہ مختار ہین ہمکو اونسے بحث ہی نہین۔ کیونکہ غاصب کا حق پر قبضہ ہے۔ مددگارونکی کثرت ہے جس کا گھر چاہین لوٹ لین جسکو چاہین پھونک دین۔ آخر پھونک ہی دیا کیسنے اونکا کیا بگاڑ۔ قرآن کی آیتین سنائین رسول اللہ کی حدیثین یاد دلائین۔ وہ لوگ سنتے رہے یہ عاجز آکر چپکے ہو رہین لڑنے کا موقع نہ تھا جنگ کی مصلحت نہ تھی۔ اتمام حجت کر کے گھر آئین اور وصیت کی کہ میرے جنازہ پر یہ لوگ نہ آئین۔

پھر کیونکر جناب امام حسین انپر بھروسہ کرتے اور انپر اعتماد کرکے مدینہ مین جنگ فرماتے۔ کربلا سے یہان زیادہ مصیبت تھی۔ اور بے بہرہ علانیہ شہادت ثابت ہوتی جو ہوئی۔

جناب امام حسین اہل مدینہ کی یہ روش بھی دیکھ چکے تھے کہ انہوں نے خود حضرت عمر کو کتنا پریشان کیا تھا جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے جلد ۳ صفحہ

قال الشعبی لم یمت عمر بن الخطاب حتی ملتہ قریش وقد کان حصرھم بالمدینہ وقال اخوف ما اخاف علی ھذہ الامۃ انتشارکم فی البلاد فاں جاء الرجل منہم یستاذنہ فی الغزو فیقول قد کان لک فی غزوک مع رسول اللہ ما یبلغک وخیر لک من غزوک الیوم ان لا تری الدنیا ولا تراک وکان یفعل ھذا بالمہاجرین من قریش ولم یفعل بغیرھم من اھل مکۃ

یعنی شعبی کہتے ہین کہ خود عمر کو عاجز کردیا تہا قریش نے اسلئے سبکو محصور رکھا تھا مدینہ مین اور کہتے تھے سب سے زیادہ جو ہمکو اس امت پر خوف ہے تو اسی امر سے کہ تم شہرون مین پھیلو۔ اگر کوئی مہاجرین سے طالب اذن ہوتا اسکے کہ کسی غزوہ مین جائے وہ تو حضرت عمر کہتے۔ جو جہاد تم رسول اللہ کے ساتھ کرچکے ہو وہ کافی ہے۔ اب تو ا رسے جہاد سے یہ بہتر ہے کہ نہ تم دنیا کو دیکھو نہ تمکو دنیا دیکھے۔ یہ فعل انکا مہاجرین کے ساتھ تھا قریش سے نہ اونلوگونکے ساتھ جو غیر مہاجر تھے اہل مکہ سے۔

پس جب خود حضرت عمر کے ساتھ ان مہاجرین کا یہ برتاؤ تہا کہ وہ آخر عاجز آگئے۔ اور انکو نظر بند کیا مدینہ مین کہ نکلنے نہ دیتے تو جناب امام حسین انسے کیا امید رکہتے۔

کیا غضب ہے کہ جن مہاجرین کی شان مین خود حضرت عمر یہ فرماتے ہین اخوف ما اخاف علی ھذہ الامہ انشارکم فی البلاد کہ اس امت کے لیئے

سب سے زیادہ خوفناک یہی ہے کہ یہ صحابہ مہاجرین شہرون مین پہیلین اونہین صحابہ کی سیرت اور عمل کو اہلسنت اپنا مذہب بناتے ہین اور اونہین کو پیشوا دین مانتے ہین ۔ اس سے ثابت کیا بدیہی ہوسکتی ہے کہ خدا اسطرح اونکی مذمت کرے ۔ رسول اللہ اسطرح اونکی بدبختی کو ظاہر کرین ۔ خلیفہ دوم یون ارشاد فرماتے اور اہلسنت ایک نہین نہ مانین اور صحابہ پرستی ہی مین مشغول رہین ۔

حضرت عمر کی طرز عمل کی تصدیق جو حضرت عثمان ... کی ہے وہ سب سے زیادہ تسکین دہ ہے اوسی تاریخ کامل مین ہے صفحہ ۳۰

واللہ لقد علمتم علی ماقررتم لابن الخطاب بمثلہ ولکنہ قد وطئکم برجلہ وضربکم بیدہ وقمعکم بلسانہ فدنتم لہ علی ما احببتم وکرھتم ولنت لکم واوطأتکم کتفی وکففت یدی ولسانی فاجترأتم علی ۔

یعنی خدا کی قسم تم ہمارے اونہین باتون کو معیوب جانتے ہو جنکو قبول کیا تھا ابن خطاب کے لیئے مگر اوسنے تمہین پیرونسے کچلا ۔ ہاتہون سے مارا ۔ زبانونسے قلع قمع کیا لہذا تمنے اونکی ہربات کی اطاعت کی خواہ وہ تمہین پسند تہی یا ناپسند ۔ اور مینے تمہارے ساتہہ نرمی کی ۔ اور اپنے بازو پر سوار کیا اپنے ہاتہہ اور زبان کو روکا ۔ سلئے تم ہم پر دلیر ہوگئے ۔

اب حضرات انصاف کرین کہ جن صحابہ مہاجرین وانصار کی یہ حالت ہو کہ خود خلیفہ دوم وسوم اونکے حق مین یہ کلمات ارشاد فرماین اور اونکے ساتھ یہ برتاؤ کرین ۔ کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ دین کے ماخذ ہون اور شریعت کے حامل جنکو گونکے دینا مین چہرنے چلنے کو خلیفہ دوم قابل خوف بتائین کیا وہ اس قابل ہوسکتے ہین کہ اونکو ہم اپنا پیشوا بنائین ۔

(باقی آیندہ)

ثبوت یزید دوبارہ

(سلسلہ کیلئے ۲ ملاحظہ ہو)

حق یہ ہے کہ نہ صرف اس امر مین بلکہ تمامی مسائل مین اہلسنت کی جان عجب عذاب مین ہے بغیر اسکے چارہ نہین کہ یا رافضی بنین۔ یا خارجی۔ اہلسنت تو کسی طرح نہین رہ سکتے کہ یزید کو مسلمان بھی مانین اور جناب امام حسین کو شہید بھی کہین اگر شہید مانتے ہین تو ضرور ہے یزید سے برات کرین اوسکے ساتھ معویہ و خلفائے ثلثہ سے بھی کہ مقدمات اربعہ کا یہی نتیجہ ہے۔

مگر شکر خدا کہ ابن تیمیہ اسکے قائل ہین کہ جناب امام حسین شہید ہوے کہ لکھتے قتل مظلوما شہیدا ورنہ مرزا حیرت کا دماغ انکار شہادت مین فلک الافلاک پر پہونچتا۔

مگر اس سے منکر ہین کہ اہل حرم اسیر ہوئے ہون چنانچہ لکھتے ہین واما ذکر من سبی نسائه والدوران بهم فی البلدان وحملهم علی الجمل بغیر اقتاب فهو اکذب وباطل ما سبی المسلمون ولله الحمد هاشمیه قط ولا تحللت امه محمد سبی بنی هاشم قط ص ۲۴۹

یعنی جو ذکر کیا گیا ہے کہ اہل حرم اسیر ہوئے اور در بدر پھرائے گئے غلط ہے کبھی مسلمانون نے بنی ہاشم کو اسیر کیا نہ امت محمدی نے اسکو حلال جانا۔

یہان اڈیٹر النجم بتائین کہ ابن تیمیہ سچے ہین یا آپ جو اپنے اخبار ۲۸ ذیقعدہ مین لکھتے ہین دو عورتین بے جرم قید ہوین نیم ونیاز لہ ... ہوسے منشا جلد ۵

کیونکہ آپ تو ابن تیمیہ کے ایسے عاشق ہین کہ اپ اوسکی کتاب کا ترجمہ شائع کر رہے ہین۔ پھر بتائیے آپ سچے ہین یا وہ

یہ بھی ارشاد ہو کہ ابن تیمیہ اونسبتا کو مسلمان کامل الایمان اعتقاد

کرتے ہین اور آپ اونکو مرتد کہتے ہین جیسا کہ لکھتے ہین "وچار ون طرف سے
مرتدون نے گھیر لیا" صفحہ ۱۱ سطر ۹

تو آپکا عقیدہ درست ہے یا ابن تیمیہ کا۔ مگر کافی ہے ابن تیمیہ کی تکذیب کیلئے
خود اونکا کلام جو اسکے چند سطر بعد لکھتے ہین ولا سبی عیال الحسین بل
لما دخلوا دار یزید قامت النیاحة فی بیته واکرمهم وخیرهم
بین المقام عنده والذهاب الی المدینة
یعنی اسیر نہین کیے گئے اہل حرم امام حسین کے بلکہ جب وہ داخل ہوے گھر مین
یزید کے تو ماتم و نوحہ قائم ہوا اور یزید نے اونکا احترام کیا اور اختیار دیا کہ دمشق
مین قیام کرین یا مدینہ جائین۔

اب یہان کوئی انسے پوچھے کہ پھر اہل حرم داخل مکان یزید کسطرح ہوئے
کیا مہمانی مین آئے تھے یا کیا۔ اس دشمن عقل کو اتنی حیا بھی نہ آئی کہ ایک بات
تو سچ کہتا جب جناب امام حسین مع عزیز و اقربا و انصار معرکہ کربلا مین شہید
کردئے گئے تو پھر اہل حرم دمشق مین کس طرح آئے اگر قیدی نہ تھے تو اونکے آنیکی
کیا وجہ تھی۔

اس سے بڑھکر کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ اخفاے جرم یزید پلید کے لئے وہ
کس کس طرح کے کذب و افترا موجد ہو رہے ہین مگر ارے کیا یہ خون ناحق
چھپ جائیگا۔

اسیری اہلبیت طاہرین

زیادہ تر عجیب تو یہ ہے کہ شہادت امام
مظلوم کا تو اقرار کرتے ہین جو اعظم مصائب اسلام سے ہے اور اسیری اہلبیت
طاہرین سے انکار کرتے ہین جیسے احمد بھی کہتے ہین کہ کبھی مسلمانون نے اہلبیت
رسالت کو بلکہ کسی بنی ہاشم کو اسیر نہین کیا حالانکہ جسطرح شہادت امام مظلوم
متواترات نقلیہ سے ہے اوسیطرح اسیری اہلبیت طاہرین بھی ناقابل انکار واقعہ
ہے۔ مگر چونکہ یہ واقعہ اعظم وقایع سے ہے لہذا مورخین اہلسنت نے اسکے اخفا

مین بہی پوری کوشش کی مگر حق کہان چھپ سکتا ہے دیکھیے مقتل ابی مخنف مین ہے جو واقعہ کربلا مین تمامی مورخین کا ماخذ ہے۔ تاریخ طبری جامع التواریخ کہلاتی ہے تمامی روایات ابو مخنف سے مملو ہے۔ اوسمین ہے
قال ابو مخنف وساروا بالسبایا وعلی بن الحسین وحسن بن المثنی بن الحسن علی الجمال بغیر وطاء وترکوا القتلی مطروحین بارض کربلا ص۱۷۱
یعنی کہا ابو مخنف نے کہ قیدیونکو لیکر فوج اشقیاروانہ کوفہ ہوئی اور علی بن الحسین اور حسن مثنی اونٹون پر سوار کئے گئے جنپر نہ کوئی فرش تھا نہ پردہ اور کشتونکو یونہی زمین پر بے غسل وکفن چھوڑ دیا۔
پھر اوسی مقتل مین ہے واذا بالعسکر قد اقبل والسبایا معہم ص۱۷۱
ناگاہ لشکر آیا اور اونکے ساتہہ قیدی بھی تھے۔
پھر اوسی مین ہے واذا بالسبایا علی المطایا بغیر وطاء وراس الحسین بید الشمر ص۱۸۹
پھر اسیر لوگ آئے جو برہنہ شترونپر سوار تھے اور جناب امام حسین کا سر شمر کے ہاتہہ مین تھا۔
پھر اوسی مین ہے فقالت ام کلثوم یا یزید الملعون لقد ارویت الارض من دماء اہل البیت ولم یبق غیر ہذا الصبی الصغیر ثم تعلقت النساء بہ حین تعلق الحقی وہن ینادین یا قتلہ رجالنا تقتل الاکابر من رجالنا وتوسر لنسائنا الا ترفع سیفک عن الاصاغر واغوثاہ ثم واغوثاہ ص۱۹۹
حضرت ام کلثوم نے کہا اے یزید تونے اہلبیت اطہار کے خون سے زمین کو سیراب کردیا اور بجز اس کمسن لڑکے (امام زین العابدین کے) کوئی باقی نہ رہا۔ پھر وہ سب مخدرات عصمت حضرت امام زین العابدین سے لپٹ گئیں

اور فریاد کرتی تھیں اور کہتی تھیں تو نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کو قید کیا۔ اب بھی تو اپنی تلوار چھوڑتے نہیں اوٹھاتا واعوثاہ واعوثاہ

اب ابن تیمیہ ان عبارتوں پر غور کریں کہ انکے امام بلکہ پیغمبر یزید نے اہلبیت اطہار کو مقید اور اسیر کیا یا نہیں جو اس بشاشت اور خوش دلی سے فرماتے ہیں واما ما ذکر من سبی نسائہ والدوران بھن فی البلدان وحملھم علی الجمال بغیر اقتاب فھذا کذب باطل ما سبی المسلمون ولله الحمد ھاشمیۃ قط ولا استحلت امۃ محمد سبی بنی ھاشم قط

نہ اسیری اہلبیت کا واقعہ بالکل غلط ہے نہ دربدر انکی تشہیر ہوئی نہ شتران بے کجاوہ و عماری پر سوار کی گئیں یہ سب غلط ہے۔ الحمد للہ کہ کبھی مسلمانوں نے کسی ہاشمیہ کو قید نہیں کیا نہ امت محمدیہ نے کسی بنی ہاشم کے قید کو جائز جانا

حالانکہ روایت ابو مخنف سے انکی باہین ثابت ہوتی اہل حرم جناب سید الشہدا اسیر بھی کیے گئے اور برہنہ شتر و نیز سوار بھی کیئے گئے اور کوفہ و شام تک انکی تشہیر بھی ہوئی اور جناب امام زین العابدین بھی اسیر کیے گئے یزید نے اونکے قتل کا بھی ارادہ کیا الحرم نے خود یزید بدسیرت کی نسبت کہ دختران رسول قید کی گئیں۔

اگر روایت ابو مخنف پر کسی قسم کا شک ہو تو علامہ ابو اسحق اسفرائنی کی نور العین فی مشہد الحسین کے الفاظ ہو لکھتے ہین فامر ابن سعد ان توخذ النساء عن جسد الحسین بالرغم عنھن فحملوا علی اقتاب الجمال بغیر غطاء ولا وطاء مکشوفات الوجوہ بین الاعداء وساقوھم کما تساق سبایا الروم فی اشد المصائب والھموم ص ۴۷ مطبوعہ مصر

پس حکم دیا ابن سعد نے کہ ہٹائی جائیں عورتین جسد امام حسین سے اور سوار کرائی گئیں آقتاب جمال پر (یعنی برہنہ اونٹوں پر) بغیر پردہ اور فرش کے کہ چہرے اونکے کھلے ہوئے تھے دشمنوں کے سامنے اور وہ اس طرح کھینچے جاتے تھے جیسا کہ روم کے قیدی ہنکائے جاتے (باقی آئندہ)

سلطنتین اپنے مصالح ملکی کو وہ کیسی ہی بیج کیون نہ ہون نہایت سختی سے مخفی رکھتی ہین اور ہرگز عام نہین کرتین کیا انکا مخفی رکھنا اور عام نکرنا اُنپر اخلاقی الزام عائد کرتا ہے؟ ملکی باتین جنہین اکثر اوقات ناقابل بیان برائیان بھی ہوتی ہین صرف چھپانے مین مورد الزام نہین۔ لیکن ہم اپنے مذہب کے چھپانے مین مورد الزام ہین جسکے اظہار یا اخفا سے کسی کا کوئی نقصان نہین۔

آخر مین ہم کہنا چاہتے ہین کہ اگر تقیہ کسی طرح قابل الزام ہے تو اسکے ذمہ وار وہ لوگ ہین جو ہمین تقیہ پر مجبور کر رہے تھے نہ ہم مثلاً۔ اگر کوئی زبردست شخص تلوار کھینچے کھڑا ہو کہ تم جھوٹ بولو ورنہ قتل کر ڈالینگے۔ اسوقت اگر ہم خوف سے جھوٹ بولین تو یہ ہمارا گناہ نہوگا بلکہ ایک ایسا گناہ جسکا دوسرا ذمہ وار تھا۔ اور ہمین مجبور کر رہا تھا۔ صحیح ہے کہ اسوقت بھی ہم یہ کر سکتے تھے کہ جھوٹ نہ بولتے اور قتل ہو جاتے۔ لیکن انصافاً یہ دیکھنے کی بات ہوگی کہ شیعون ہی مین نہین بلکہ تمام اقوام عالم مین ایسے کے بھی ملینگے۔ اور ایسے وقت مین انسان کیا تصفیہ کریگا۔

اس حالت کو ہمارے قومی نابود ہو جانیکے وقت غور کیجئے کہ اگر ہم اپنے دعوی مذہب مین سچے تھے تو اظہار کرتے ہوئے نیست و نابود ہو جاتے یا اسے معطل کر کے اپنی خواہش کے خلاف تھوڑی سی ناگوار بات برداشت کرتے (جسمین ہم کوئی دوسرے کا نقصان عمداً نہین کر رہے تھے) کہ اس خوف کے زمانہ گذر جانے پر بڑی قوت سے سچائی کا اظہار کرتے ہوئے ہمین خوف نہ ہوتا۔ اور آخر مین ہمارے قاتلون کی بہت سی اولاد ہمارے ہمخیال ہو جاتی۔ کیا پہلی صورت کم بھلائی اور زیادہ مضرت کی نہ تھی جسکا کسی طرح معاوضہ نہین ہو سکتا تھا اور کیا دوسری صورت کم برائی اور زیادہ بھلائی کی نہ تھی جس سے مضرت نہ تھا۔ سب اپنے قوت اور اختیار تک مین تقیہ کر سکتے تھے لیکن غریب شیعہ اپنے کس مپرسی مین تقیہ نہ کر سکتے تھے۔ کیون؟ اسلئے کہ وہ قتل سے بچ جاتے اور دشمن کو خون کا مزہ نہ ملتا۔

کیون ہم سلطنت برطانیہ کے سایہ مین تقیہ نہین کرتے۔ اسلئے کہ ہم یقین دلائے گئے ہین

جسے کم وبیش ایک صدی کے عمل نے ظاہر کیا ہے کہ اُسے کسی کے اداے امورات مذہب سے کوئی مخالفت نہین ہے۔ ہمین اُسکی قومی حفاظت اور منصفانہ مساوات کا یقین ہے جسے ہم ایک بڑی نعمت سمجھتے ہین۔ اور جسکا شیعون نے اپنے ایک سے زیادہ ریپریزنٹیٹو مجمع مین سچا اظہار شکر گذاری کیا ہے۔

ہمارے مذہب سے خصوصیت کے ساتھ کسی اہل مذہب کو وہ کتنے ہی تو دھ ہون۔ یا ہندو عیسائی ہون یا یہودی کوئی عداوت نہین ہے الا مسلمانان۔ وہ نہین چاہتے کہ شیعہ کا نام لیا جائے کیون؟ اسلئے کہ وہ اُسکے پیرو ہین جو اُنکے (عام مسلمانون کے) خلفا کو نائب رسولؐ سمجھنے کی وجہ نہین پاتے اور بوجہ اُن برتاؤ کے جو اُنہون نے امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ التحیۃ والسلام اور اولاد رسولؐ کے ساتھ کئے ہین اُنہین اچھے یاد نہین کرتے۔ اب اُنکے لئے وہ زمانہ نہین [illegible] کرین۔ اب اُنکے دانت پیسنے کا زمانہ ہے اور ہمارے ہنسنے کا۔

تقیہ ہم اسلئے نہ کرتے تھے کہ کسی نبی کی اولاد یا جائز حق دارون کو محروم کر دین۔ یا جھوٹ بولکر مالی فائدہ اوٹھائین۔ یا دھوکا دیکر کسی کو گمراہ کر دین یا برائیان کرنے مین آسانی ہو۔ آیندہ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔ [illegible]

اہلحدیث اور قرآن

[illegible] آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

اڈیٹر اہلحدیث نے ماہ شوال ۱۳۲۳ھ شیعونکو چیلنج دیا تھا کہ قرآن سے حقیت و بطلان کا فیصلہ کر لیا جاوے۔ جسپر اصلاح نے اوسکو ۱۹ و ۲۰ [illegible] ہین بخوشی منظور کیا اور دعوت قبول کیا کہ ہم اس مناظرہ پر طیار ہین۔ اس اقبال دعوت پر اڈیٹر اہلحدیث [illegible] سال بہ ساکت رہے حالانکہ صرف ایک مہینہ کی مہلت دیگئی تھی جسکو خود [illegible] ہین مگر تاریخ غلط لکھتے ہین شوال ۱۳۲۳ھ جسمین ایک سال کی [illegible] ہے حالانکہ یہ قبول دعوت والا مضمون شوال ۱۳۲۵ھ

مین شایع ہوا تہا جب اصلاح پندرہ روزہ تہا۔ کیا اڈیٹر اہلحدیث اپنے سے غلط بیانی کا اقرار کرینگے ؟

گیارہ مہینہ بعد اڈیٹر صاحب نے بماہ رجب ۱۳۲۶ھ پھر اس مضمون پر قلم اوٹہایا جسمین لکھتی ہین " شکر ہے کہ ہماری تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے **دبی زبان** سے تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی تھی کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرین "

اس تحریر پر اصلاح نمبر بابت ماہ رمضان ۱۳۲۶ھ مین بعنوان " اہل حدیث کا تمسک قرآن سے " اسپر اعتراض کیا گیا تھا کہ آپنے **دبی زبان** سے اقرار اڈیٹر اصلاح کو کیون لکھا جو صریحی دروغ گوئی ہے حالانکہ آپ ہر صحبت مین لوگونکو وعظ کرتے تہے جہوٹھ نہ بولین پھر آپنے کیون اسکا ارتکاب کیا۔ لہذا ۱۲ محرم ۱۳۲۷ھ کو پھر انکو جوش آیا اور بعنوان " خلافت راشدہ اور اصلاح کی اصلاح " ایک مضمون لکھا جسمین پہلے اصلاح کی مختلف تحریرین نقل کین کہ آخری فقرہ اصلاح کا یہ لکہا کہ " بہرحال چونکہ ہمنے دو شرطِ کی تھی ایک یہ کہ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا پہلے ثابت کرین دوسرے یہ کہ **تحریف قرآن** کے متعلق بحث کیجاے " اس فقرہ اصلاح کو لکھکر اڈیٹر صاحب اہلحدیث لکھتے ہین۔

یہ شرایط ہین جنکی وجہ سے ہم نے لکھا تھا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے اقرار کیا یہ صاف اقرار ہے یا دبی زبان سے۔ ہان بجا دبی زبان کے اقرار کہنے کے اگر ہم اسکو کھلا انکار کہتے تو بھی بجا تہا مگر ہمنے اڈیٹر اصلاح پر بڑا احسان کیا کہ قرآن سے انکار کرنا اُسکی طرف منسوب نہیں کیا جسکا وہ واقع مین مرتکب ہوچکا تھا کیا باوجود ان دو شرطون کے جنکا ذکر ہمنے اپنی دعوت مباحثہ مین مطلقانہ کیا تھا آپکا ہماری دعوت کا باین شرائط منظور کرنا اور پھر اسکا نام قبول دعوت رکہنا یہ جہوٹ ہے یا ہمارا یہ کہنا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے اقرار کیا یہ جہوٹ ہے غالبًا ناظرین آپکی راست بازی کا اندازہ کرچکے ہونگے ؎

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے   تمہین کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

یہ تو ہے آپکے جہوٹ یا افترے کا جواب جو آپنے ہماری نسبت لگایا۔ اب سنئے اپنے غلط خیال کا

جواب آپ لکھتے ہین کہ۔

مین کسیطرح اُن کی اس تحریر کے جواب کا پابند نہین ہوسکتا کیونکہ جب تک وہ اسکو نہ اسکو ثابت کرلین کہ قرآن پر آپکا ایمان ہے اور قرآن کو وہ واجب العمل سمجھتے ہین کسی قسم کا استدلال بیکار ہے۔ کیونکہ اُن کو بتا دیا گیا تھا السنة قاضية على الكتاب اُنکا مسئلہ اصول ہے جسکے بعد پھر قرآن کوئی چیز نہین رہتا،،

جواب سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہلحدیث سے یہ اصول دکھاؤ۔

سنو اہل حدیث کے امام والامقام سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین خیر الحدیث کتاب اللہ سب کلامون سے اچھا کلام خدا کا ہے۔ نیز فرمایا کلامی لا ینسخ کلام اللہ و کلام اللہ ینسخ کلامی مشکوۃ باب الاعتصام یعنی میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہین کرسکتا اور خدا کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔ اسلئے سب اہلحدیث کا یہ مذہب ہے ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفےٰ بجان مسلم داشتن

ہان یاد آیا کہ بحکم المرء یقیس علی نفسہ آپکو ہمارے آئینہ مین اپنا چہرہ دکھائی دیتا ہے اور آپ آئینہ پر خفا ہو کر حبشی کی طرح آئینہ کو توڑ دیتے ہین۔ یہ ہے سننے اور غور سے سننے ہم بتلاتے ہین کہ تم لوگون نے قرآن کو کہان تک دل سے مانا ہے اور کہان تک محض زبان سے۔ ذرہ اصول کافی کی کتاب الحجۃ کھولکر دیکھئے۔

فان الحجة لا تقوم على خلقه الا بامام

یعنی جب تک امام نہو دنیا پر خدا کی طرف سے حجۃ قائم نہین ہوسکتی جسکا صاف مطلب ہے کہ کتاب اللہ مع احادیث اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض ہیچ و بیکار ہین۔ اسی بناپر جب تم لوگونپر اعتراضات ہوئے کہ اس زمانہ مین جو کوئی امام الزمان نہین تو خدا کی حجت کس طرح قائم ہوسکتی ہے اس جواب مین تم لوگون نے وہ وہم پرستی اختیار کی جو تمہاری طرف سے مشہور ہے کہ امام الزمان فلان غار مین چھپا بیٹھا ہے۔ کیا کتا ہے ع بقول ؎ بیکار نہ بیٹھ کچھ کیا کر۔ تانکے ہی ادھیڑ کر سیا کر۔

سیدہے کپڑے الٹے اور اُلٹے سیدہے کرتاہے۔

شیعہ دوستو! ایمان سے بتلانا السنة قاضية على القران سے

بڑہکر تمہارا مذہب ہے یا نہیں کیا سچ ہے ؎

بہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا مین الزام اونکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

خلاصہ یہ کہ چونکہ اصلاح نے اس مناظرہ کے لئے دو شرط کی تھی ایک یہ کہ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا پہلے ثابت کرین دوسرے یہ کہ پہلے تحریف قرآن کی بحث کی جاے۔ لہذا آپنے یہ اجتہاد کیا کہ اڈیٹر اصلاح نے **دبی زبان سے تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی** "مگر بفحواے ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة اڈیٹر اصلاح کا یہ آخری جملہ اونکو نظر نہ پڑا جو اوسی اصلاح ۱۹ و ۲۰ مورخہ شوال ۱۳۲۵ھ درج ہے۔

آخر مین آپکو عام اجازت ہے کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہین قرآن سے ثابت کرین پھر قدرت خدا دیکھین والسلام على من اتبع الهدى سطر ۲۵ صفحہ ۲۰ مطابق ۲ ماہ شوال ۱۳۲۵ھ ہجری۔

دیکھیے اڈیٹر اہلحدیث اسکے بعد اپنے مقولہ "دبی زبان" کا اصلاح سے کیا ثبوت پیش کرتے ہیں ہم آپکے اس احسان کا ضرور شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپنے اڈیٹر اصلاح کو منکر قرآن کا خطاب نہیں دیا مگر افسوس کہ اس شرط کے قبول نہ کرنیسے اپنے تمامی فرقہ کو خارج از اتباع قرآن ثابت کر دیا کیونکہ اڈیٹر اصلاح نے پہلے بھی شرط کی تھی "کہ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا پہلے ثابت کرین" جس سے آپنے گریز کیا۔ اور آجتک نہ ثابت کرسکے۔ پھر آپ ہی بتاے عقلا آپکے اس فرار کو بجز اسکے کیا کہ سکتے ہین کہ آپ اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا نہین ثابت کر سکتے۔

ہان آپکا یہ حملہ بہت قابل قدر ہے "کہ باوجود ان دو شرطونکے جنکا ذکر پہلے اپنے دعوت مباحثہ مین مطلقاً نہ کیا تھا۔ آپکا ہماری دعوت کو بایں شرائط منظور کرنا اور پھر اوسکا نام قبول دعوت رکھنا یہ جھوٹ ہے یا ہمارا یہ کہنا کہ اڈیٹر اصلاح نے دبی زبان سے اقرار کیا

یہ جھوٹ ہے "

کیونکہ اگر آپکا یہ مطلب ہے کہ مناظرہ مین کسی فریق کو کسی شرط کرنے کا اختیار نہین ہے۔ تو پھر آپنے کیون اسکی شرط لگائی کہ قرآن سے مناظرہ کیا جائے ۔ اور آپ یہ سماجیونسے کیون صد ہا شرطین کرتے ہین ۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ آپکو تو ہر طرح کے شرط کا اختیار ہے مگر آپکے خصم کو کوئی حق نہیں ہے تو کسی آیت یا حدیث سے اسکو ثابت کیجئے کہ شرط کرنیسے وہ منکر سمجہا جاتا ہے اور اگر کوئی دوسرا مطلب ہو تو اوسکو بیان فرمائے ۔

غالباً آپنے اس شرط اڈیٹر اصلاح کو کہ پہلے اہلحدیث کا تابع قرآن ہونا ثابت کرین۔ محال سمجہا ہو لہذا التعلیق محال بالمحال مین داخل کرکے یہ نتیجہ اخذ کیا ہو تو ممکن ہے ۔ مگر اسپر بھی آپکی براءت الزام دروغگوئی سے نہین ہو سکتی ۔ کیونکہ آخر مین اڈیٹر اصلاح نے ازراہ کمال فیاضی آپکو بلا کسی شرط کے اجازت دی تھی کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہین آپ قرآن سے ثابت کرین ۔ اب آپ ہی ایماناً فرمائے کون صادق ہے کون کاذب ۔ کیونکہ اڈیٹر اصلاح کا مطلب تو یہ تھا کہ مناظرہ ایسے عنوان سے ہو کہ حق پوری طور سے واضح ہو اسلئے پہلے وہ شرطین کین اور چونکہ معلوم تہا آپ ان شرطونکو پورا نہین کر سکتے لہذا پھر عام اجازت دی مگر آپ ایسا عاجز ہوئے کہ کچھہ نہ بن آئی پھر نہ معلوم کیون یہ جرارت پیدا ہوئی جو اس آخری تحریر کو شایع کیا ۔

ہمنے اس تحریر کو آپکی آخری تحریر اسوجہ سے کہا کہ اصلاح مین ہنوز یہ مضمون نا تمام ہے ملاحظہ ہو عدد ۱۱ و ۱۲ باقی آیندہ اور آپنے اس تحریر پر تمام کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ ترکی تمام شد کا مضمون ہے ۔

بہرحال اب آپکا دو فقرہ جواب طلب ہے ایک یہ کہ اصلاح سے آپنے یہ عبارت نقل کی ہے السنۃ قاضیۃ علی الکتاب الخ مسئلہ اصول ہے جسکے بعد پہر قرآن کوئی چیز نہین رہتا اسپر آپ یہ لکھتے ہین **جواب** سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہلحدیث سے یہ اصول دکہادو **بجواب** اسکے عرض ہے کہ مین نہین کہ سکتا آپکی معتبر کتاب کون ہے ۔ مگر نواب صدیق حسن خان کی کتاب حصول المامول مین ہے صفحہ ۴۳ مطبوعہ مصر

قال الاوزاعی الکتاب احوج الی السنة من السنة الی الکتاب
قال ابن عبد البر یرید انها تقضی علیه وتبین المراد منه
وقال یحیی بن ابی کثیر السنة قاضیة علی الکتاب و
الحاصل ان ثبوت حجیة السنة المطهرة واستقلالها
بتشریع الاحکام ضروریة دینیة ولا یخالف فی ذلک الامن
لاحظ له فی دین الاسلام ص ۲۳

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل بتائیں کہ اب اڈیٹر اصلاح
سچے ہیں یا یہیں جنہوں نے آپکے فرقہ اہلحدیث کے امام صدیق حسن خان کی کتاب معتبر
حصول المامول سے اس عبارت کو لیا تھا۔ اب دیکھیے اڈیٹر صاحب اس کتاب کو کتب
معتبرہ سے خارج کرتے ہیں یا نواب صدیق حسن خان کو فرقہ اہلحدیث سے خارج کرتے ہیں
دوسرا جواب سنو کہ لکھتے ہیں جسمیں جناب رسول اللہ کو آپ اپنا امام بھی
کہتے ہیں خدا کرے کہ آپلوگوں کا اتباع نصیب ہو اور صرف زبانی ہی نہ رہے۔ مگر آہ یہ
ایسا جملہ ہے کہ ایک مدت کیلئے بھی راستی کا جامہ نہیں پہنتا کیونکہ جس قرآن کی یہ عظمت
ہے اور رسول اللہ نے اوسکی نسبت بقول آپکے یہ فرمایا ہے کلامی لا ینسخ کلام
اللہ۔ اوسکی آپکے یہان یہ بے عزتی کی گئی ہے کہ حدیث اور اجماع بلکہ قیاس سے بھی
منسوخ کیا جاتا ہے ---

چونکہ یہ امر رسالہ الشمس میں بخوبی ثابت کیا گیا ہے جو دفتر اصلاح سے شایع ہوتا ہے
اور آپکے یہان بھی لغتیا جاتا ہے لہذا کچھ عبارتین اوسکی حسب ضرورت یہان لکھتا ہون

ملاحظہ ہو ص ۲ جلد ۳

اہل سنت کا قرآن کو چھوڑنا

افسوس یہ ہے کہ آپلوگون نے مخالفت رسول اللہ پر
ایسی کمر باندھی ہے کہ جسکی حضرت نے بالخصوص مذمت کی
اور ممانعت فرمائی اسکو تو آپ لوگ بکمال شوق عمل میں لاتے ہیں۔ اور جسکی تاکید فرمائی حکم دیا
اس سے بالخصوص مخالفت کرتے ہیں۔

مذمت کیلئے تو وہ حدیثین ملاحظہ فرمائین جن مین خوارج کے حفظ قرآن اور اُنکے ریائی زہد وتقوی کی مذمت ہے صحیح بخاری مین ہے عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ یقول یخرج منکم قوم یحقرون صلوتکم مع صلوتہم وصیامکم مع صیامہم وعملکم مع عملہم ویقرؤن القرآن لایجاوز حناجرہم ص۱۱۴۰

یعنی تم مین ایک ایسی قوم نکلے گی کہ انکی نماز کے سامنے تم اپنی نماز کو حقیر جانوگے اور انکے روزہ کے مقابلہ مین اپنے روزہ کو اور اُنکے عمل کے سامنے اپنے عمل کو۔ وہ پڑہین گے قرآن کو اسطرح کہ انکی حلق سے نہ اتریگا جسکے معنی یہ لکھے ہین لاتفقہہ قلوبہم یعنی نہ سمجھین گے دل انکے۔

پھر دوسری حدیث ہے قال المومن الذی یقرء القرآن ویعمل بہ کالاترجہ طعمہا طیب وریحہا طیب والمومن الذی لایقرء القرآن ویعمل بہ کالتمر طعمہا طیب ولاریح لہا ومثل المنافق الذی یقرء القرآن کالریحانۃ ریحہا طیب وطعمہا مر والمنافق الذی لایقرء کالحنظلۃ طعمہا مرا وخبیث وریحہا مر ص۱۱۴۷

یعنی جو مومن کہ قرآن کو پڑہتا ہے اور عمل کرتا ہے اسکی مثال ترنج کی ایسی ہے جسکی خوشبو بھی پاکیزہ اور ذائقہ بھی اور جو مومن قرآن نہین پڑہتا مگر عمل کرتا ہے اس کی مثال رطب کی ہے کہ ذائقہ مزہ دار ہے مگر خوشبو نہین۔ اور جو منافق قرآن پڑہے اور عمل نہ کرے مثل ریحانہ کے ہے کہ خوشبو تو ہے مگر ذائقہ تلخ ہے اور جو منافق نہ قرآن کو پڑہے اور نہ عمل کرے اسکی مثال حنظل کی ہے کہ ذائقہ بھی کڑوا بو بھی کڑوی۔

دیکھئے اس حدیث سے صرف یہی نہین معلوم ہوا کہ منافق بھی قرآن پڑہتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان منافقون کا قرآن کو پڑہنا یا نماز روزہ کا پابند ہونا ایسا ہوگا کہ سچے مسلمان اُس کے مقابلہ مین اپنے اعمال کو حقیر سمجھین گے۔ اب غور کیجئے آپکے حافظون کی بھی حالت ہے یا نہین۔ انکھ کھولکر ایمانداری سے اچھی طرح اپنے حافظون کے کردار اور اعمال پر نظر کرکے ایمانا فرمائیے وہ کس قسم مین داخل ہین اگر کلیۃ نہین تو اکثریۃ آپکو اقرار کرنا پڑیگا کہ صدق رسول اللہ سچ فرمایا رسول اللہ نے اکثر منافقان قرآن ایسے ہی ہین۔

اسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوگا کہ اصل حکم اتباع قرآن کا ہے کہ اُسپر عمل کرے خواہ تلاوت

کرے یا نہ عمل ہو مومن ہوگا۔ عمل کرنے سے منافق اگرچہ وہ کیسا ہی حافظ ہو۔

رسول اللہ نے اس آخری حدیث میں چار تقسیم کی ہے۔ مومن قاری قرآن و عامل
مومن غیر قاری عامل۔ یہ تو شان ہم شیعوں کی ہے جو مومن ہیں کیونکہ نہ اعدای اصحاب آپکے
یہاں موجود ہیں کہ آپ اپنے کو مومن نہیں کہہ سکتے نہ اسکا دعوی کر سکتے ہیں لہذا ان دو قسموں سے
خارج ہوئے۔ رہی تیسری قسم منافق قاری گر غیر عامل چوتھے غیر قاری و غیر عامل یہ دونوں
قسمیں آپ سے متعلق ہیں جو قدیم الایام سے بلقب منافق ملقب چلے آرہے ہیں

اب اسکو دیکھئے کہ آپ حضرات اگر قاری قرآن ہیں تو مطابق حدیث مذکور بیکار کیونکہ
صدہا علمانے اسکی تصریح کی ہے کہ اہلسنت تمامتر قرآن سے منحرف ہیں۔ الشمس ۱۹۲۲ء میں ایک
پوری تقریر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی لکھ چکا ہوں جس سے اتباع قرآن سے آپکی بیزاری اصول
دین و فروع دین میں ظاہر ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲ لغایت ۱۳

قرآن کا منسوخ ہونا خبر واحد سے

آب آئیے دوسرے پہلو کو دیکھئے کہ آپ کس کس طرح قرآن کو منسوخ
مان رہے ہیں جس کی لزوماً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ قرآن سے منحرف ہیں
کیونکہ مذہب اہل سنت عام طور سے یہ ہے کہ حدیث ناسخ قرآن ہے جس کیلئے اتنی وسعت دیگئی ہے
جسکی حد ہی نہیں شناس کا بیان محل ہے مگر اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ قرآن کو آپلوگ عام
طور سے احادیث احاد سے بھی منسوخ مانتے ہیں جیسا کہ حصول المامول میں ہے۔

واما نسخ القران او المتواتر من السنة بالاحاد فقد وقع الخلاف في ذلك
في الجواز والوقوع اما الجواز عقلا فقال به الاكثرون واما الوقوع فذهب
الجمهور كما حكاه ابن برهان وابن الحاجب وغيرهما الى انه غير جائز و
ذهب جماعة من اهل الظاهر الى وقوعه وهي رواية عن احمد وهو الحق
ومما يرشدك الى جواز النسخ بما صح من الاحاد لما هو اقوى متنا ودلالة
منها ان الناسخ في الحقيقة انما جاء رافعا لاستمرار حكم المنسوخ ودوامه
وذلك ظني ان كان دليله قطعيا فالمنسوخ انما هو هذا الظني لا ذلك
القطعي فتامل پھر لکھتے ہیں قال ولو نعلم احدا منع من جواز نسخ الكتاب بالخبر

الواحد عقلا فضلا عن المتواتر م‍ ۱۵۱

یعنی اسمین اختلاف ہے کہ قرآن اور حدیث متواتر خبر احاد سے منسوخ ہو سکتا ہے یا نہین۔ اکثر اسکے قائل ہین کہ عقلا جائز ہے جز واحد سے منسوخ ہو جاے۔ برہان۔ وابن حاجب وغیرہ قائل ہین کہ گو جائز ہے مگر وقوع نہین ہوا اور ایک جماعت اہل ظاہر سے جن مین امام احمد بھی ہین قایل ہین کہ واقع بھی ہوا اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ناسخ کی غرض تو رفع استمرار ہے جو منسوخ سے پیدا ہوا۔ پس یہ حکم جو منسوخ سے معلوم ہوا تہا وہ ظنی ہے اور ناسخ (یعنی خبر احاد) ہے تو جو ظن حکم کا تہا وہ منسوخ ہوا۔ پھر لکھتے ہین کہ کہا ہم نہین جانتے کہ کسی نے بھی منع کیا ہو جواز نسخ کتاب کو خبر واحد سے چہ جائیکہ حدیث متواتر سے نسخ کا مانع ہو۔

اس عبارت نے واضح طور پر بتا دیا کہ قرآن کی جس آیت کو چاہو صحیح بخاری صحیح مسلم سے منسوخ کر دو کیونکہ وہ سب خبر احاد ہے بلکہ اخبار احاد کے اعلی افراد سے ہے۔ نہین نہین جس حدیث سے چاہو قرآن کو منسوخ کر دو کیونکہ حدیث صحیح کے ٹھیکہ دار صرف صحاح ستہ ہی نہین ہین انکے علاوہ ہزارون حدیث کی کتابین ہین اور وہ سب ناسخ قرآن ہین۔ چونکہ اڈیٹر صاحب نے ایک مقام پر اس سے انکار کیا تھا اسوجہ سے اسقدر لکھا گیا ورنہ مسلمات اہل سنت سے ہے کہ حدیث ناسخ قرآن ہے۔

قران کا منسوخ ہونا اجماع سے

اب اسپر ترقی سنئے کہ صرف حدیث ہی ناسخ قرآن نہین ہے بلکہ اجماع بھی کون اجماع جس سے خلیفہ بنے) ناسخ قرآن ہے جیسا کہ شرح اصول بزدوی مین ہے

فکذا الاجماع یجوز نا سخا لکتاب والسنة والاجماع عند بعض مشائخنا منھم عیسی ابن ابان والیه ذھب بعض المعتزلة تمسکوا بما روی ان عثمان رضی اللہ عنه لما حجب الام عن الثلث الی السدس باخرین قال ابن عباس رضی اللہ عنھما کیف تحجبھا باخرین وقد قال اللہ تعالی

یعنی اجماع بھی قرآن کو منسوخ کر سکتا ہے نزدیک بعض مشائخ کے جن سے ابان بن عیسی بھی ہین۔ اور اسی کی طرف گئے ہین بعض معتزلہ بھی انکی دلیل یہ ہے کہ عثمان نے حکم میراث مین دو بھائیون کے رہنے مین ماں کو ثلث سے گھٹا کر سدس دلوایا تو کہا ابن عباس نے دو بھائیون کی موجودگی مین کیونکر یہ محروم کر سکتے ہو حالانکہ خدا نے کہا ہے فان کان له اخوة

فان کان له اخوة فلامه السدس
والاخوان لیسا باخوة فقال حجبها
قومك یا غلام فدل علی جواز النسخ
بالاجماع وبان المؤلفة قلوبهم سقط
نصیبهم من الصدقات بالاجماع المنعقد
فی زمان ابی بکر رضی الله عنه
وبان الاجماع حجة من حجج الشرع موجبة
للعلم کالکتاب والسنة فیجوزان
یثبت النسخ به کالنصوص الاتری
انه اقوی من الخبر المشهور الذی
قد جاز به الزیادة علی النص الذی
هی النسخ فبالاجماع اولی ص۶۰۳ اجلد

اگرچہ مردہ کے کئی بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا
حصہ ہے اور دو بھائی لغت عربی میں کئی بھائی
نہیں لکھے جاتے کیونکہ وہ تثنیہ ہے یہ جمع تو
عثمان نے کہا اے **غلام تیری قوم**
نے اسکو محجوب کردیا ہے اس سے
صاف معلوم ہوا کہ اجماع سے حکم قرآن منسوخ
ہوگیا۔ اسی طرح مؤلفۃ القلوب کا حصہ صدقات
میں اس اجماع سے موقوف ہوگیا جو بعہد
ابو بکر ہوا تھا اور اجماع بھی تو حجج شرعیہ سے
ہے جس سے علم ویقین حاصل ہو جیسا کہ
قرآن وحدیث سے ہوتا ہے۔ پس جائز ہے کہ
اجماع بھی ناسخ ہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ قرآن
کا نسخ بذریعہ خبر مشہور جائز ہے اور اجماع تو اس سے زیادہ قوی ہے پھر اس سے نسخ کرنا
تو بدرجہ اولی جائز ہے۔

کیوں ناظرین صاحب اس سے بڑھ کر قرآن کی کیا بے عزتی ہو سکتی ہے کا اسکا ناسخ آپکے
یہاں اجماع ہے جس امر پر چاہیں صحابہ غیر صحابہ اجماع کرلیں اور قرآن کو منسوخ کردیں۔

قیاس بھی ناسخ قرآن ہے ایک قدم اور بڑھیے تو معلوم ہو کہ آپکے یہاں قرآن کا ناسخ وہ
قیاس بھی ہے جس کے بارہ میں اول من قاس ابلیس وارد ہے کہ پہلا قیاس کرنیوالا شیطان
ہے جسکے صریحی مطلب یہ ہوئے کہ ہر شیطانی بات سے آپکے یہاں قرآن منسوخ ہوتا ہے اسی شرح
اصول بزودی میں ہے۔

وذکر فی بعض الکتب ان النسخ
یجوز عند ابی القاسم بالقیاس
الجلی دون الخفی قال الغزالی

یعنی بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ نسخ
قرآن جائز ہے قیاس سے ابو القاسم کے
نزدیک مگر قیاس جلی ہو نہ خفی اور غزالی

سابحم اللفظ الجلی مجمل ان اراد به المقطوع به فھو صحیح و اما المظنون فلا ص۱۷۲	نے کہا کہ لفظ جلی مبہم ہے اگر مراد اس سے قیاس قطعی ہے تو اس کا ناسخ ہونا صحیح ہے اور اگر ظنی ہے تو نہیں۔

اب اہل انصاف غور کرین کہ اہل سنت کہانتک ناسخ قرآن ہین کیونکہ حدیث سے وہ منسوخ اجماع سے وہ منسوخ۔ قیاس سے وہ منسوخ پھر اسکی کیا حالت رہی۔

یہانتک عبارت الشمس لکھی گئی جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ خلاف حکم رسول اللہ آپکے قرآن کو صرف حدیث متواتر ہی سے نہین منسوخ جانتے بلکہ صحیح بخاری وغیرہ صحاح کے عام احادیث کو یہ درجہ آپکے یہان دیا گیا ہے کہ وہ قرآن کا ناسخ ہو۔ بلکہ اجماع و قیاس بھی ناسخ قرآن ہے حالانکہ آپلوگ اجماع و قیاس کو بمخالفت حنفی نہین مانتے۔ مگر ہم اس سے درگذر کرکے صرف آپکے اصول پر سوال کرتے ہین کہ جب آپکا یہ مسلمہ اصول ہے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفے بجان مسلم داشتن

تو براہ کرم فرمائے آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کی کیون مخالفت کی گئی کہ خدا تو فرماتا ہے کہ خدا تملوگون کو وصیت کرتا ہے دربارہ تمہاری اولاد کے کہ مرد کو دو حصہ عورتون کا ملنا چاہئے جسمین رسول اللہ بھی ضرور داخل ہین یوصیکم اللہ پھر فدک کے بارہمین خدا کی وصیت کیون رد کی گئی جس سے جناب سیدہ محروم رہیں۔ اسی آیہ کے بعد خدا یہ بھی فرماتا ہے تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتھا الانہار خالدین فیھا وذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین۔

یعنی یہ حدود خدا ہین جو خدا و رسول کی اطاعت کریگا اوسکو داخل جنت کریگا اور جو نافرمانی کریگا خدا کی اور رسول کی اور تجاوز کریگا اوسکے حدود سے تو اوسکو داخل جہنم کریگا جسمین ہمیشہ رہیگا اور اوسکے لئے عذاب دردناک ہے۔

حالانکہ تصریح آپکے امام اعظم شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عذاب مھین جہان آیا ہے وہان

کفار مراد ہین چنانچہ صارم مسلول مین لکھتے ہین ولم یجی اعداد العذاب المهین فی القرآن الا فی حق الکفار ص۵۶

یعنی قرآن مین جہان عذاب مہین آیا ہے اوس سے کفار مراد ہین جس سے معلوم ہوا کہ جن لوگون نے اس وصیت خدا کو معطل کیا اور ترکہ رسول سے محروم کیا وہ داخل حلقہ کفار ہوے۔

کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے ومن یعص اللہ ورسولہ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ اوس عصیان سے متعلق ہے جو بعد قبول اسلام ہو نہ ان لوگون سے جو کفار فطری ہین تو معلوم ہوا بعد اسکے کہ ان لوگون نے اس حکم خدا کو معطل کیا داخل کفار ہوئے۔

اور یہ نہ سمجھے گا کہ یہ وعید خدا انہین لوگون سے متعلق ہے جو مشافہۃً رسول اللہ سے سن چکے تھے اور نزول آیہ یا حدیث انکو بالقطع والیقین معلوم تھا بلکہ آج بھی جو لوگ بذریعہ احادیث صحیحہ واقف ہون اور اوسکی مخالفت کرین تو اسی حکم مین ہین۔ چنانچہ ابن تیمیہ لکھتے ہین

وقال ابوطالب المسکانی وقیل لہ ان قوما یدعون الحدیث ویذہبون الی رای سفیان فقال اعجب لقوم سمعوا الحدیث وعرفوا الاسناد وصحتہ یدعونہ ویذہبون الی رای سفیان وغیرہ قال اللہ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم وتدری ما الفتنۃ الکفر قال اللہ تعالی والفتنۃ اکبر من القتل فیدعون الحدیث عن رسول اللہ وتغلبہم اہواءہم الی الرای فاذا کان المخالف عن امرہ قد حذر من الکفر والشرک او من العذاب الالیم دل علی انہ قد یکون مفضیا الی الکفر او العذاب الالیم ص۵۶ صارم مسلول

کسی شخص نے ابوطالب مسکانی سے کہا کہ ایک قوم حدیث کو چھوڑ کر رای سفیان کی طرف جاتے ہین تو کہا تعجب ہے اوس قوم سے جو سنے حدیث اور پہچانے اوسکی سند اور صحت کو پھر اوسکو چھوڑ دے اور رائے سفیان وغیرہ کو قبول کرے۔ خدا کہتا ہے چاہیے خوف کرین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اوسکے امر کی۔ پس پہونچے گا انکو فتنہ یا عذاب الیم۔ کہا ابوطالب نے کہ جانتے ہو فتنہ کیا ہے؟ کفر کیونکہ خدا کہتا ہے فتنہ اکبر ہے قتل سے۔ پھر کیونکر وہ چھوڑتے

ہین حدیث کو اور اپنی رای وہوا پر عمل کرتے ہین ۔ پس جب مخالف حکم رسول کو خوف دلایا گیا ہے کفر شرک عذاب الیم سے تو معلوم ہوا کہ مخالفت حکم رسول کبھی موجب کفر وعذاب الیم ہوتا ہے ۔

تو کیا آپ یہ گمان کر سکتے ہین کہ اس حکم خدا کے رد کرنے سے جسکو خدا نے بلفظ یوصیکم اللہ فرمایا ہے وہ لوگ کفر و شرک وعذاب الیم سے بچ جائینگے ۔ اور آپ جو آیات قرآنی و احادیث سے مطلع ہو کر اون لوگون کی طرفداری کرتے ہین ۔ کیا اس وعید خدا سے محفوظ رہینگے ۔

دیکھیے یہی نکتہ ہے کہ جناب سیدہ نے خلیفہ اول سے کس طرح اپنے حق کا اثبات کیا ہے خطبہ جناب معصومہ مین ہے وقال تبارک وتعالی یوصیکم اللہ فی اولادکم مثل حظ الانثیین فزعمتم ان لا حظی ولا ارث من ابی افخصکم اللہ بآیۃ اخرج ابی منہا ام تقولون اہل ملتین لا یتوارثان اما انتم اعلم بخصوص القرآن و عمومہ من ابی افحکم الجاہلیۃ تبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون ۔

کہ خدا فرماتا ہے اللہ تمکو وصیت کرتا ہے دربارہ تمہاری اولاد کے کہ مرد کو جو ذکور ہو دونا حصہ ہے پس تمنے گمان کیا کہ میرا کوئی حصہ نہین ہے ۔ اور مین اپنے باپ کی وارث نہین ہو سکتی ۔ کیا خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ میرے باپ اس حکم سے خارج ہین ۔ یا تم یہ کہتے ہو کہ دو مذہب والے وارث نہین ہوتے (کہ یہی گمان میرے اور میرے والد کے حق مین کرتے ہو) یا تم زیادہ عالم ہو خصوص وعموم قرآن سے بہ نسبت میرے پدر بزرگوار کے ۔ کیا حکم جاہلیت چاہتے ہو (کہ بیٹی کو ترکہ نہین ملتا) حالانکہ خدا سے بہتر کون حکم دینے والا ہو سکتا ہے اوس قوم کیلئے جو یقین رکھتی ہو

کیا اس خطبہ مین آپ غور کر سکتے ہین اور سمجھ سکتے ہین کہ جناب سیدہ نے قرآن کی اسی آیہ کریمہ سے کسطرح کا استدلال کیا ہے تو اگر آپ حقیقۃ مین اسی شعر پر ایمان رکھتے ہین ؎ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن ۔ تو فرمائیے آپکے خلیفہ کی یہ مخالفت حکم قرآنی سے کیا درجہ رکھتی ہے

آپنے اسی خطبہ مین تو دیکھا ہوگا کہ جناب سیدہ نے انصار سے فرمایا تھا (آیہ) فقاتلو

ائمة الكفر انهم لا ايمان لهم لعلهم ينتهون - الا تقاتلون قوما نكثوا ايمانهم وهموا باخراج الرسول وهم بدؤكم اول مرة اتخشونهم والله احق ان تخشوه ان كنتم مومنين -

اب یا تو آن آیات قرآنی پر ایمان لائے اور جناب سیدہ کو صادق مان کر اون لوگون کو اس کا مصداق سمجھئے یا اپنے خلیفہ کو سچا مانئے اور قرآن و جناب سیدہ کی تکذیب کیجئے جو بیشک آپکے نزدیک آسان ہے۔

اسوقت تو صرف یہی ایک آیت پیش کیا جاتا ہے پھر دیکھا جائیگا اور رسال بھر کی مہلت دی جاتی ہے کہ اسکا جواب معقول تحریر فرمائین مگر بہتر ہوگا کہ اوس جواب پر جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر کی دستخط بھی ہو کہ معلوم ہو کہ یہ جواب محکمہ اہل علم سے صادر ہوا ہے۔

رہا آپکا یہ اعتراض کہ اصول کافی مین ہے ان الحجة لا تقوم على خلقه الا بامام تو اسمین کس کافر کو عذر ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي ما ان تمسكتم بهما لن تضلوا بعدي متفق علیہ فریقین ہے جس سے کوئی مسلمان عدول نہین کر سکتا۔ پھر اسکی تعمیل بغیر اسکے کیونکر ممکن ہے کہ ہر زمانہ مین حجۃ خدا موجود رہے جناب مولوی حسن الزمان صاحب حیدرآبادی جو تمامی اہلحدیث کے سرگروہ ہین اپنی کتاب قول مستحسن فی فخر الحسن مین لکھتے ہین تنبیه قال الشريف هذا الخبر يفهم منه وجود من يكون اهلا للتمسك من اهل البيت والعترة الطاهرة في كل زمان الى قيام الساعة حتى يتوجه الحث المذكور الى التمسك به كما ان الكتاب كذلك فلذلك كانوا امانا لاهل الارض فاذا ذهبوا ذهب الارض ص

یعنی اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ہر زمانہ مین اہلبیت و عترت طاہرہ سے تا قیام قیامت ایک شخص ایسا موجود رہیگا جو اس قابل ہو کہ اوس سے تمسک کیا جاوے جیسا کہ کتاب اللہ کا بھی یہی حال ہے کہ ہر زمانہ مین موجود ہے اسلئے اہلبیت طاہرین امان ہین اہل ارض کیلئے جب زمین ان سے خالی ہوگی تو زمین بھی نہ رہیگی

اب آپ ہی انصاف سے فرمائیے کہ شیعونکا عقیدہ مطابق نص رسول ہے یا آپکا
کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ۔
تو آپکا اس سے مخالفت کرنا اور کتاب اللہ کو اہلبیت نبی سے جدا کرنا اقتداے قائل حسبنا
کتاب اللہ ہے یا نہیں کہ رسول اللہ تو فرمائیں بغیر دونوں کی متابعت کے ہدایت نہیں ہو سکتی
اور آپ بتاسی خلیفہ دوم فرماتے ہیں کتاب اللہ اور سنت کافی ہے لہذا آپکا جواب بھی وہی ہے
جو آپکے خلیفہ کو ملا تہا قوموا عنی میرے پاس سے دور ہو جاؤ

اب اڈیٹر اہلحدیث فرمائیں ۔ السنة قاضية على الكتاب کا اصل الاصول ہونا
اونکی معتبر کتاب سے ثابت ہوا یا نہیں ۔ رہی وہ تاویل جو حصول المامول میں کی گئی ہے اوس سے
ہم یہاں بحث نہیں کرتے کیونکہ قاضی کے معنی سب جانتے ہیں حاکم کے ہیں کہ سنت یعنی حدیث حاکم
ہے اور قرآن اوسکا محکوم یعنی رعیت ہے ۔

اب آئیے دوسرا لطیفہ سنئے اور اپنا اخبار مورخہ ۲۵ ذیحجہ دیکھیے کہ ابن حجر نے ابن ابی حاتم
سے بطریق عکرمہ عن ابن عباس روایت کی ہے کہ اکثر ایسا بھی ہوتا تہا کہ رات میں
رسول خدا پر وحی نازل ہوتی تہی اور دن میں اوسکو بہول جاتے تھے صفحہ ۱۰ ۱۲
اب بتائیے کہ جو شخص رسول خدا کی نسبت ایسا گمان کرے کہ اکثر وحی کو بہول جاتے تھے ۔ تو وہ
مسلمان ہے یا نہیں ۔ ؟

آپ تو یہ جانتے ہیں یہ اصل مضمون قرآن کے متعلق ہے کہ اکثر آنحضرت قرآن کو بہول جاتے تھے جسکی نسبت
خداوند نے لا تحرک بہ لسانک لتقرءہ ان علینا جمعہ و قرانہ کہ
زبان اپنی نہ ہلایا کرو قرآن کے پڑھنے کیلئے ہمپر ہے اوسکا جمع کرنا اور پڑھانا اوسی قرآن کی نسبت
آپ لوگونکا یہ عقیدہ ہے کہ اکثر سورے حضرت پر رات کو نازل ہوتے ۔ اور دنکو حضرت بہول جاتے
کیا اچھا آپکا عقیدہ ہے اور کیسے آپ مسلمان ہیں ۔ !!

یہی تو سبب ہے کہ آپکے یہاں اسکی تصریح موجود ہے کہ حضرت پورا قرآن بہول گئے چنانچہ شرح
اصول بزدوی میں ہے قال الحسن رحمة الله ان النبي صلعم اوحی قرانا ثم نسیہ
فلم یکن شیئا او لم یبق منہ شیء نما رفع اللہ عن قلبہ ذلک صفحہ مطبوعہ

کہا حسن بصری نے کہ ضرور رسول اللہ کو ایک قرآن دیا گیا تہا۔ پہر وہ حضرت اوسے بالکل بہول گئے اور کچھ اوسمین سے نہ رہا۔ یا یہ کہا کہ کچھ اوسمین سے باقی نہ رہا کیونکہ خدا نے اونکے دلسے اوسکو اوٹہا لیا دیکھئے یہ وہی حسن بصری ہین جنکے اس قول سے کہ صل وعلیہ بدعتہ آپ سپر استدلال کرتے ہین کہ ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ پہر اس قول کو کیونکر نہ مانئے گا اور اس عقیدہ کیونکر نہ ظاہر کیجیے گا کہ رسول اللہ کو جو قرآن دیا گیا تہا وہ تو حضرت بہول گئے۔ اور یہ قرآن تو وہ ہے جسے حضرت عثمان نے اپنی رای سے جمع کیا۔ اسی وجہ سے اونکے داماد مروان نے اوس قرآن کو جسے حضرت ابوبکر نے لکھوایا تھا اور پہر حضرت عمر نے صاف کرایا اور حضرت حفصہ کے پاس تا زندگی اونکے رہا۔ بعد وفات حضرت حفصہ مروان نے زبردستی حضرت ابن عمر سے لیا اور اوسکو بھی جلوا دیا یا دہلوا دیا۔

اگر آپکو کچھ غیرت ہوگی تو اس تحریر کا جواب معقول مہذب پیرایہ مین بہت جلد عنایت کرینگے مگر خدا کیلئے گالی گلوچ نہ کیجیے کیونکہ شریفونکو اسکی برداشت نہین ہوتی۔

اور اگر زیادہ شوق تفصیل ہو تو رسالہ الشمس ملاحظہ فرمائے جسکی تین جلدین صرف اسی تحریف قرآن مین شایع ہوچکین اور جلد چہارم کے بھی ۹ نمبر شایع ہوچکے انشاء اللہ آیندہ ماہ تک بقیہ ۳ نمبر بھی شایع ہو کر چار جلدین پوری ہونگی۔ اور جلد پنجم شروع کی جائیگی۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

(اڈیٹر)

مدرسہ سلطان المدارس لکھنو

تمہید علوم عربیہ عموماً اور علوم دینیہ خصوصاً جو آج اس تنزل کے قعر مذلت مین پہنسا ہے اوسکے ظاہر کرنیکی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی سبکو معلوم ہے۔ مگر افسوس جس علم کا حاصل کرنا فرض سمجھا جاتا تہا جس علم کے تحصیل کیلئے سارے اشغال معطل کئے جاتے۔ بلسان السنان نہین سمجھا جاتا تہا جس علم کے ایک مسئلہ کو حاصل کرنیکے لئے عراق سے ملک چین تک دور دراز زمین کا پاپیادہ پرخطر۔ بلکہ مہلک سفر کوئی چیز نہ خیال کیا جاتا تہا۔ جس علم کو چاندنی شبون مین مطالعہ کرکے اور تاریک شبون مین اونکو حفظ کرکے حاصل کیا جاتا تھا جس علم کو ایک روز دو روز مہینہ دو مہینہ۔ سال دو سال نہین بلکہ بیس پچیس سال تک صرف خربوزہ کے بیج

درختون سے پتہ کہا کھا کر بلکہ ان چیزون کی حالت فقدان مین خوشی سے فاقہ تک برداشت کرکے حاصل کرنا باعث فخر ذریعہ شرف اور سبب عزت سمجھا جاتا تھا۔ افسوس اونہین علوم کی تھوڑے زمانہ مین دیکھیے یہی دیکھیے کیا حالت ہوگئی کہ اب انکی تحصیل ذلت۔ انکا تعلم جنون مالیخولیا اور انتہادرجہ کی حماقت کی سرٹیفکٹ۔ اور افلاس جہالت نکبت اور رسوائی کی سند سمجھی جانے لگی۔ اور اسکے برعکس ان کا حاصل نہ کرنا باعث شرف وعزت۔ ذریعہ نام ونمود وشہرت اور سبب اقبال عقلمندی وترقی انسانی ماناجانے لگا۔

افسوس ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ یہ اون حضرات کی حالت ہم نے نہین بیان کی جو دوسرے علوم وفنون کی تحصیل مین مشغول رہنے سے علوم دینیہ کیطرف متوجہ نہین ہوتے کیونکہ وہ تو پھر بھی ایک حدتک قابل عفو ہین۔ بلکہ یہ رونا اون اشخاص پر ہے جو ان علوم وفنون جدیدہ کے اشتغال کے سبب سے علوم دینیہ کے تارک نہین ہوے ہین بلکہ صرف اس خیال سے اسکو حاصل نہین کرتے کہ اونکے زعم ناقص مین ان علوم کا حاصل کرنا سراسر مضر اور بیحد نقصان رسان ہے۔ بلکہ وہ تو ان علوم کو اسقدر ذلیل سمجھتے ہین کہ اونکے خیال مین اسکے حاصل کرنے سے انسان شرف انسانیت سے گذر کر قالب حیوانیت مین داخل ہوجاتا ہے۔

ہمارے اس بیان کو ممکن ہے بعض طبایع مبالغہ پر محمول کرین لیکن ہمنے ایسے حضرات کی صحبت اختیار کرکے یہ امور معلوم کئے ہین اور اگر زمانہ کی موجودہ حالت پہ نظر کو وسیع کرکے دیکھا جاے تو ہمارے ایک ایک حرف سے اتفاق کرنے مین کسی صاحب کو باک نہ ہوگا۔

یہ رونا تو عام اہل اسلام اور کل اسلامی علوم کے متعلق تھا لیکن ہم شیعونکی حالت علوم دینیہ کے بارے مین بہ نسبت دیگر اسلامی فرقون کے اور بھی پست ہے اور اس فرقہ مین ان علوم کا زوال سب سے زیادہ ہورہا ہے۔ کیونکہ دیگر اسلامی فرقے تو اکثر جگہ بڑے بڑے مدرسے جاری کرکے دار العلوم قایم کرکے یا مختلف اور متعدد انجمنون۔ خانقاہون یتیم خانون چھوٹے چھوٹے مکتبون مسجدون۔ وغیرہ کے ذریعہ سے اپنے علوم کو زندہ کئے ہوئے ہین اور اونکے افراد کی ایک معقول تعداد اسکے اشاعت حفاظت اور ترقی مین دن رات کوشان رہتی ہے۔ مصلین کی عوام کماحقہ قدر کرتے ہین جس سے ان علوم کے تحصیل کیطرف لوگونکو رغبت ہوتی

ہے اور اونکے معاش کا کوئی عمدہ ذریعہ پیدا کر دیتے ہین جس سے یہ بیکار نہین رہتے اور دوسرونکے لئے اس خیال کے قایم کرنیکی نظیر نہین بنتے کہ انلوگون علوم دینیہ کے حاصل کرنے سے سوای دنیاوی افلاس و عسرت کے کچھہ حاصل نہین ہوتا۔ مثال کیلئے بیرونجات کی انجمن حمایت الاسلام لاہور۔ مدرسہ حمیدیہ لاہور۔ اورینٹل کالج لاہور۔ مدرسہ نصرۃ الاسلام امرتسر۔ مدارس دہلی۔ مدارس میرٹھہ۔ مدارس سہارنپور۔ مدرسہ دیوبند۔ مدرسہ فیض عام کانپور۔ مدرسہ الٰہیات کانپور۔ مدرسہ احمدیہ آرہ وغیرہ وغیرہ جیسے لاتعد علمی درسگاہون کو چھوڑ آپ صرف لکھنؤ ہی مین نظر دوڑا ئیے اور اونکے مدرسہ فرنگی محل۔ مدرسہ ندوۃ العلما۔ مدرسہ رفاہ المسلمین وغیرہ کی ترقی۔ رونق اشاعت اور اونکی طرف قوم و ملک کی توجہ اور ہمدردی کو ملاحظہ کرکے اوس سے اپنی حالت کا موازنہ فرمائے تو آپ پر کافی طور سے ثابت ہو جائیگا کہ ہم لوگ جس طرح علوم جدیدہ اور دیگر موجودہ ذرایع مین ہر قوم سے پیچھے ہین اسی طرح اپنے خاص علوم مین جنپر ہمکو اپنا ہونیکا فخر سے دعویٰ تھا اونکو بھی کہو کر ہر طرح دنیاوی ادبار۔ دینی فلاکت۔ قومی تنزل اور عام جہالت مین پہنس گئے افسوس ؎ سینہ ہمہ داغ داغ شد + پنبہ کجا کجا نہم

بہرکیف اس وقت دینی علوم کی افسوسناک حالت پر رونا ہمکو اصل مقصود نہین ہے بلکہ کچھہ اور ہی بیان کرنا ہے جسکی تمہید کے لئے اسقدر مناسب تھا۔

مدارس شیعہ چونکہ ابھی اس قوم مین کچھہ روح باقی ہے اور بالکل مردہ نہین ہوگئی ہے بلکہ خداوند عالم کے وعدہ سے تاقیامت اسکے زندہ رہنے کی امید ہے اس وجہہ سے اس قریب بمرگ قوم کی نبض مین کچھہ حرکت باقی ہے اور اسکے افراد مین کچھہ لوگ ایسے موجود ہین جو منجملہ اور ضروریات ترقی و بقائے قوم کے اس ضروری اور نہایت اہم مسئلہ سے بھی لاپروا نہین ہین اور اپنی پوری کوشش علوم دینیہ کے زندہ رکھنے اور احکام شریعت کے پھیلانے مین صرف کرتے رہتے ہین۔ علما کا کیا ذکر وہ تو اسکے حافظ ہی ہین اگر اونکی کوشش نہ رہتی تو آج یہ علوم زندہ ہی کیون رہتے۔ مگر ہماری قوم مین بعض دریادل رئیس بھی ابھی ایسے موجود ہین جو اسوقت قوم کے حق مین مسیحائی کر رہے ہین خصوصاً جناب آنریبل راجہ **علی محمد** خان بہادر کے سی۔ آئی اے جنکی ذات سے مدرسہ اسلامیہ لکھنؤ کا وجود باقی ہے جناب مرزا محمد **عباس** صاحب بہادر جنکی ذات سے مدرسہ

مشارع الشرایع لکھنؤ اپنی قدیمی شان و شوکت سے جاری ہی جناب نواب سید **الطاف حسین** خان صاحب بہادر جنکی ذات سے صوبہ بہار مین شیعونکا بہلا اور نہایت عظیم الشان مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ قائم ہوکر شیعیان بہار کے دین و ایمان کی تقویت اور رفع ظلمت جہالت کا باعث ہورہا ہی اسیطرح اور بہی اکثر حضرات ہندوستان مین ہین جنکے سبب سے علوم دینیہ کا وجود ابہی ہم شیعون مین باقی ہے۔

وقف حسین آباد لکھنؤ ان حضرات مین وقف **حسین آباد** کے متولی حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہین اور انمین بہی بالتخصیص جناب فخر قوم و ملت **آغا ابو** صاحب زاد اللہ شرفہ و جناب ڈپٹی **محمد جواد** صاحب خان بہادر زیادہ مستحق شکریہ ہین جنکے سبب سے اسوقت بہت سی کار خیر جاری ہین اور اکثر قومی ضروریات پوری ہورہی ہین۔ پہلے بزرگوار وقف حسین آباد کے متولی اور دوسرے بزرگوار اسکے سکریٹری ہین۔ اسوقف کی مختصر تاریخ یہ ہی کہ گذشتہ شاہان اودہ مین (جو سب کے سب شیعہ تہے) **محمد علی شاہ** مرحوم ایک نہایت خدا ترس۔ پابند شریعت اور دینی درد رکھنے والے فرمانروا گذرے ہین جنہونے بذریعہ ایک مکمل امانت نامہ کے ۲۳ نومبر سنہ ۱۸۳۶ء کو مبلغ بارہ لاکھ روپیہ اوسوقت کی ہندوستان پر حکومت کرنیوالی برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کو اس شرط سے قرض دیا تہا کہ اوسکے زر منافع کا ایک بڑا حصہ ایسے امور خیر مین صرف ہو جو باعث اعانت و اشاعت مذہب فرقہ اثنا عشریہ ہو چنانچہ یہ جائداد وقف حسین آباد کے نام سے مشہور ہی اور زمانہ دراز سے بروے قانون خاص اس وقف کا انتظام زیر نگرانی صاحب کمشنر قسمت لکھنؤ ایک مقررہ جماعت کے متعلق ہی جسمین تین ممبر خاندان شاہی سے بطور منتظم اور ڈپٹی کمشنر صاحب لکھنؤ بطور مشیر وقف رہتے ہین۔ اس وقف کیلیے گورنمنٹ کے حکم سے ایک سکریٹری بہی مقرر رہتا ہے جسکا شیعہ مذہب اور معتمد فرقہ شیعہ ہونا لازمی ہی۔ برعکس ہندوستان کے دیگر شیعہ اوقاف کے اس وقف کا مال ایک حد تک نہایت انتظام اور خوش اسلوبی سے موافق منشا واقف صرف ہوتا ہی۔ بہت سی کار خیر جاری ہین جسکی نظیر دیگر اوقاف مین مفقود ہے۔ اسوقت اون کل امور کا ذکر چونکہ باعث تطویل ہی اسوجہ سے صرف ایک امر کی مفصل حالت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور وہ عربی مدرسہ

وسلطان المدارس، ہے جو اس وقف کے روپیہ سے نہایت شان وشوکت سے قائم اور قوم کو علم سے سیراب کرنیکا ذریعہ ہو رہا ہے۔

مدرسہ کی ابتدا ۱۸۹۲ء تک لکھنؤ میں تین مدرسے بہت کامیابی سے شیعہ اطفال کی دینی تعلیم میں مشغول تھے۔ ایک مدرسہ ناظمیہ جناب مرزا محمد عباس صاحب اور دوسرا مدرسہ راجہ صاحب۔ ان مدرسون مین عام درسیات کے علاوہ مذہب شیعہ کے عقاید، فقہ، اصول وغیرہ کی تعلیم بھی کافی مقدار تک دیجاتی تھی۔ مگر اوسوقت بعض حضرات کی یہ راے ہوئی کہ لکھنؤ ایسے شہر مین جو شیعہ علما کا مرکز ہے فقہ و اصول کی تعلیم اسی درجہ تک محدود نہ رہنا چاہیئے بلکہ اسکو اور وسعت دیجاے اور کوشش کیجاے کہ عراق و ایران مین جو بڑی بڑی کتابین ان علوم کی پڑھائی جاتی ہین اونکی تعلیم حتی الوسع یہان ہو سکے۔ یہ تجویز نہایت معقول اور بہت ضروری تھی۔ اس سبب سے پسند کیگئی اور اوسوقت کے سکرٹری و متولیان وقف حسین آباد کی یہ راے ہوئی کہ اس انتہائی تعلیم کے لئے موجودہ مدارس کے علاوہ ایک نیا مدرسہ قائم کیا جاے اور وقف حسین آباد کے متعلق ہو چنانچہ سب کے اتفاق راے سے ۱۸۹۲ء مین یہ مدرسہ حسین آباد جاری ہوا اور جناب آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید ابو الحسن صاحب اعلی اللہ مقامہ سے جو اوسوقت علم اصول و فقہ مین سارے ہندوستان مین فرد تھے تدریس کی زحمت قبول کرنیکو اصرار کیا گیا۔ آپنے قبول فرمایا اور ۱۸۹۵ء تک ایسے اعلی پیمانہ پر درس ہوتا رہا کہ جو حضرات عراق سے مشرف ہوآئے تھے وہ بیان کرتے تھے کہ بالکل عراق کے درس کا لطف جناب کے سبق مین حاصل ہوتا ہے مگر اس سال جناب کا انتقال ہوگیا اور بعد اسکے یہ خدمت جناب مرحوم کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام جناب مولانا السید محمد باقر صاحب قبلہ کے متعلق ہوئی جو ابتک جاری ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء تک یہ مدرسہ اوسی طریقہ سے جاری رہا جس خیال اور مقصد کو پیش نظر رکھکر اسکی بنیاد قائم کی گئی تھی اور الحمد للہ کہ اون مقاصد مین بہت کچھ کامیابی بھی اسکو حاصل ہوتی رہی مگر مدرسہ کی حالت مین کوئی ترقی نہین ہوئی۔

مدرسہ کا عروج حسن اتفاق کہئے یا مدرسہ کی خوش قسمتی کہ اس زمانہ مین جناب آغا ابو صاحب زاد اللہ حسناتہ مین قابلیت اور خوبی انتظام کا مادہ پاکر گورنمنٹ نے وقف

حسین آباد کا متولی مقرر کیا۔ آپ کا تقرر یوں تو وقف کیلئے عام طور پر نہایت مبارک اور مفید ہوا مگر خاصکر عربی مدرسہ کیلئے تو آب حیات ہوگیا چونکہ آپ خود بھی عربی علوم اور دینیات کی تکمیل کر چکے ہیں۔ اسکی لذت چکھ چکے ہیں اور اسکے فوائد و منافع سے کماحقہ واقف ہیں اسوجہ سے آپنے سب سے بیشتر اور سب سے زیادہ توجہ مدرسہ کی جانب مبذول فرمائی۔ اسکے امور اور نظام پر کامل طور سے غور کیا۔ اور اسکی ترقی اور عروج میں ہمہ تن مشغول ہوگئے اور سب سے پہلے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اس مدرسہ کی تعلیم کو صرف اعلی درجہ پر محدود نہ رکھنا چاہئے بلکہ اسکو اسقدر وسعت دیجائے کہ ابتدائی درجات سے لیکر انتہائی مراتب تعلیم تک طلبہ کو کسی دوسری جگہ کی احتیاج باقی نہ رہے۔ جناب آغا صاحب ممدوح کی یہ راے نہایت صائب اور مناسب مصالح وقت تھی۔ کیونکہ دوسرے مدرسوں کی طرف سے اطمینان کامل نہ تھا۔ جناب آغا صاحب کی یہ تحریک کہ مدرسہ کو اور وسعت دیجائے نہایت ضروری اور آیندہ خطرہ سے بچانیوالی تھی اور چونکہ وقف حسین آباد سے بہتر اور بڑا کوئی سرمایہ ایسی دینی تعلیم گاہ کیلئے صوبہ متحدہ میں موجود نہیں اس سبب سے اس مدرسہ سے زیادہ کسی مدرسہ کے استقلال اور دیرپا قیام کی امید نہیں ہوسکتی لہذا اس تحریک سے عام طور پر اتفاق کیا گیا اور سنہ ۱۹۰۸ء سے مدرسہ کے معینہ مصارف کے علاوہ نو سو تیس روپیہ جدید اضافہ منظور ہوا اور سب کی راے سے مدرسہ کی نگرانی اور جملہ نظم و نسق جناب آغا صاحب کے سپرد کی گئی۔

جسکا نتیجہ ہوا کہ جناب ممدوح نے (۱) ایک جدید درجہ تعلیم ابتدائی کا قایم کیا (۲) ایک کتب خانہ متعلق مدرسہ قایم کیا (۳) عمارت و فرش وغیرہ کی درستی فرمائی۔ بعد اسکے باطمینان مزید انتظامات ذرایع ترقی مدرسہ میں مشغول ہوئے اور کچھ ایسی دلسوزی آپنے اسمیں فرمائی کہ تہوڑے ہی عرصہ میں مقامی حکام کو بھی مدرسہ کی عمدگی کا مزید علم ہوا کہ ہر طبقہ کے اشخاص میں اس مدرسہ پر باعتبار اسکی جانب سے اطمینان اور اسکی ترویج کا خیال پیدا ہوا سنہ ۱۹۱۰ء میں مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر حال جج ہائیکورٹ الہ آباد نے لڑکوں کا امتحان لیا جسکے عمدہ اور اعلی درجہ کے نتیجہ سے خوش ہوکر مقامی حکام نے سالانہ مصارف مدرسہ میں ایک ہزار روپیہ سالانہ اور اضافہ کرنیکی اجازت دی۔

سنہ ۱۹۰۲ء مدرسہ کے اس قلیل عرصہ کی ایسی اعلی کامیابی اور اسکے خوشگوار و مفید نتیجہ سے جناب آغا صاحب کو جو کچھ خوشی نہ حاصل ہوتی تھوڑی تھی - ان کامیابیون اور نتائج نے آپکے دل کو اسقدر بڑھا دیا کہ اب آپنے اپنے کو ہمہ تن مدرسہ کیلئے وقف کر دیا اور مدرسہ کی ترقی مین پوری کوشش صرف کرنے لگے - درسیات کی انتہائی کتابون کے درس کیلئے بڑی کوشش و محنت سے جناب عمدۃ العلماء الکرام مولانا السید عابد حسین صاحب قبلہ متوطن بھیکپور ضلع سارن کو جو شہر مظفر پور مین بعہدہ امامت جمعہ و جماعت مقیم تھے طلب فرمایا - اس کامیابی پر جناب آغا صاحب اور نیز مدرسہ حسین آباد جہانتک فخر کرے کم ہے کیونکہ آپ شہر مظفر پور مین بکمال عزت و احترام قیام پذیر تھے اور وہانسے تشریف آوری اگر محال نہین تو مشکل نہ ضرور تھی - بہرحال اب مدرسہ مین تین درجہ ہوگئے - مگر جناب آغا صاحب کی دریا دلی اور ایمانی اخلاص نے گوارا نکیا کہ ایسے متبرک اور دینی مدرسہ مین تین ایسی منحوس تعداد کے درجہ اور مدرس ہین لہذا آپنے کوشش فرما کر سنہ ۱۹۰۷ء تک دو درجہ اور اضافہ کر دئے جن مین چھوٹے بچون کے تعلیم کا معقول انتظام ہوگیا -

تعداد درجات اور مدت تعلیم

غرض اب موجودہ حالت مین مدرسہ مین چھ درجہ ہین مگر درجون کے چھ ہونے سے یہ دہوکہ نہ پیدا ہو کہ یہ درجہ بھی مثل انگریزی اسکولون کے ہین اور صرف چھ سال مین لڑکے یہان پڑھکر فاضل ہو جاتے ہین ایسا نہین ہے بلکہ درجون کی تقسیم اسطرح ہے کہ بہ اختلاف جماعت درجہ پنجم مین جو سب سے آخری درجہ ہے تین سال کی تعلیم ہوتی ہے اسیطرح درجہ چہارم مین بھی تین سال - اور درجہ سوم مین بھی تین سال درجہ دوم مین چار سال اور درجہ اعلی مین پانچ سال مقرر ہین - اسطرح کل درجون کی تعلیم کا زمانہ اٹھارہ سال ہوتا ہے - تیرہ سال مین قاعدہ بغدادی سے درسیات کی انتہائی کتابون اور فقہ و اصول فقہ کی ضروری ہوتی ہین جنکی مدت پانچ سال ہے -

مدرسہ کے طلاب

طلاب کی تعداد اسوقت ۲۵۱ ہے جو میرے خیال مین ہندوستان بھر کے شیعہ درسگاہ مین سب سے زیادہ ہے - فالحمد للہ علی ذالک - یہ اور بھی زیادہ خوشی اور اطمینان کا امر ہے کہ اس مدرسہ مین ایسے ایسے مقامات کے طلبہ آکر تحصیل علم کرتے ہین جہان گمان بھی نہین ہوتا - علاوہ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ - صوبہ پنجاب - بنگال بہار کے تبت

بر بر۔ کشمیر۔ وغیرہ ایسے دور دراز مقامات کے طلبہ بھی زحمات سفر اور صعوبات غریب الوطنی برداشت کرکے علم دین کی تحصیل کیلئے روزانہ آتے رہتے ہین اور سردست ایسے طلاب کی ایک ایسی معقول تعداد یہان موجود ہے جس سے مدرسہ کا حسن انتظام۔ اور مفید تعلیم مفید ترینت ظاہر ہے جو طلاب کہ اس مدرسہ سے فراغ حاصل کرچکے ہین اونکی بھی معقول تعداد ہے اور اونکا بڑا حصہ ہندوستان کے مختلف شہرون اور دور دراز مقامات پر دولت علم دین سے مومنین کو مستفیض کرکے اونکی جہالت کو دور اور ایمان و شریعت کی اشاعت کرنے مین مشغول ہین بعض حضرات مشن کی خدمت بھی بجالا رہے ہین جسکے ذریعہ سے مومنین کی تعداد مین اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے مگر افسوس ایسے حضرات النادر۔ کالمعدوم ہین اور اس خدمت کو ان دنون زیادہ تر مذہبی اخبار و رسالے ہی پورا کر رہے ہین ۔

وظائف ایک خوبی اس مدرسہ مین ایسی ہے کہ اس کے سبب سے بھی یہ مدرسہ سارے مدارس ملک پر فوق لیگیا وہ یہان کے وظائف ہین ۔

اس فرقہ کے افلاس کی حالت کسی سے مخفی نہین جس سبب سے سیکڑون غریب لڑکے اور ہزارون یتیم بچے ۔ اپنی قوم مین کوئی سامان پرورش نہ پاکر یا تو کسی عیسائی ۔ آریہ سنی یتیم خانون کی زیب و زینت ہو رہے ہین یا بھیک مانگ کر اپنے پیٹ کو پالتے ہین اور قوم مین مفلسین اور جہال کی تعداد کے اضافہ کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ انہین مین ایسے ایسے در بے بہا بھی ہین کہ اگر وہ تعلیم دئے جاتے تو اسوقت ہماری فرقہ مین مثل ستارون کے چمکتے رہتے ۔ اور انہین مین وہ ان مول جواہر بھی ہوتے ہین کہ اگر اونکی حفاظت کیجاتی اور وہ کسی مفید کام لگائے جاتے تو اپنے قوم کے نام و نمود کے باعث اور اپنے فرقہ کے افلاس دور کرنیکا ایک حد تک ذریعہ ہوتے ۔ مگر افسوس ہم مین روپیہ نہین اور اگر کچھ روپیہ ہے بھی تو اوسکا عمدہ اور ضروری مصرف نہین معلوم۔ ہمارے فرقہ کے امرا و روسا ہمت۔ قومی درد۔ اور اپنے افلاس کے نظارہ سے متاثر ہونے والا دل نہین رکھتے ورنہ ابھی بھی ہماری حالت ایسی نہین گذری ہے کہ جہان سو پچاس شیعہ ہون وہان شیعہ بچون کیلئے ایک تعلیم گاہ قایم کرنا چاہین اور نہ کرسکین۔ اگر ہم مین سے کسی صاحب کو قومی امور سے دلچسپی ہوتی ہے اور وہ کچھ خرچ کرتے بھی ہین

تو دوسرونکے گھر بھرنے کیلیئے جسپر ہروقت بڑے فخر و مسرت سے آمادہ رہتے ہین ۔ اور اپنی قوم کی نسبت مین وہ یہی سمجھتے ہین کہ جہانتک اس سے تغافل کیا جاے اوسیقدر اونکے حق مین باعث خیر و برکت ہے۔ خدا اور رسول کی خوشنودی کا ذریعہ۔ اور قوم کے حق مین بھی مفید ہے۔

بہرکیف روساے قوم کی پست ہمتی اور زمانہ کے انقلاب کو معاینہ کرکے وقف حسین آباد کی متولی حضرات زیادہ تر اس طرف متوجہ ہوئے کہ جب تک طلبہ کے معاش کا کوئی قابل اطمینان سامان نہ ہوگا اوسوقت تک دینی تعلیم کے اشاعت کی ہر قسم کی کوشش فضول اور محنت رائیگان ہے چنانچہ اس غرض کو پورا کرنیکے لئے ایک کافی مقدار وقف سے منظور کرائی گئی جس سے لائق اور محنتی طلبہ کو مختلف درجہ کے وظائف دئے جاتے ہین۔

گو لکھنؤ کے دوسرے مدارس مین بھی وظیفہ کا ضروری طریقہ رائج ہے مگر حسین آباد کے وظیفہ کو اور مدارس کے وظیفون پر کئی حیثیت سے امتیاز حاصل ہے۔

ایک تو یہ کہ جو مقدار وظیفہ کی اس مدرسہ مین صرف ہوتی ہے وہ کسی دوسرے مدرسہ مین صرف نہین ہوتی (اس زمانہ مین ایک سو تیس روپیہ ماہوار صرف اس مد کا صرف ہے) دوسرے یہ کہ طلبہ کو جس مقدار تک یہان وظیفہ دیا جاتا ہے اوس مقدار تک کسی دوسرے مدرسہ مین نہین ملتا مثلاً اس مدرسہ مین عہ روپیہ ماہوار تک وظیفہ ملتا ہے حالانکہ دوسرے کسی مدرسہ مین ے روپیہ ماہوار سے زیادہ کسی طالب العلم کو نہین ملتا۔ اور سب سے زیادہ وجہ ترجیح یہ ہے کہ دیگر مدارس طلبہ کی محنت اور قابلیت پر تقرر وظیفہ موقوف نہین ہے بلکہ خارجی اسباب سے لڑکونکو اسکے حاصل کرنے مین کامیابی ہوتی ہے جسکا بہت برا اثر طلبہ پر یہ ہوتا ہے کہ وظیفہ کیطرف سے مطمئن ہو کر وہ زیادہ محنت کرنے اور اپنی استعداد کو دوسرے لڑکون سے بڑہانے سے لاپرواہ ہوجاتے ہین اور اسطرح کا مقرر شدہ وظیفہ اونکے لئے آیندہ راہ ترقی مین سد راہ بنتا ہے جس سے اور طلبہ مین بھی بڑا اثر پڑتا ہے نیز اکثر حضرات خارجی ذرایع سے ترقی وظایف مین کامیاب ہوتے ہین جس سے مستحقین محروم رہتے ہین مگر خدا کا شکر اس مدرسہ مین ایسے طریقہ کی غلطی سے مدرسین و مہتممین متنبہ ہوگئے ہین جس سے یہان کسی قسم کی ذاتی خصوصیت۔ کوئی سعی۔ کیسی ہی سفارش اسمین کارگر نہین ہوسکتی۔ بلکہ عام قاعدہ کے مطابق کل وظیفہ کا دار و مدار محنت۔ قابلیت۔ اور استعداد پر ہے۔ جسکی یہ صورت نہایت معقول

اور پسندیدہ ہو کہ سالانہ امتحان نہایت احتیاط سے لیا جاتا ہے اور جو لڑکے (۷۰) ستر فیصدی نمبر حاصل کرتے ہیں اونکو وظیفہ درجہ اعلی اور جو لڑکے (۵۰) پچاس فیصدی حاصل کریں اونکو وظیفہ درجہ دوم دیا جاتا ہے جس سے طلبہ کو محنت کرنیکی کیسی کچھ ترغیب و تحریص ہوتی ہے کسی کو شکایت کی گنجایش نہین رہتی۔ اور وظیفہ حاصل کرنیکے لئے جو محنت وہ کرتے ہین اوس سے اونمین علمی قابلیت و استعداد بہت کچھ بڑہتی رہتی ہے۔

پرورش طلبہ کی ایک دوسری صورت

معاش طلبہ کی یہ صورت اوسوقت پیدا ہوتی ہے جب لڑکے سال بھر محنت کرکے امتحان مین قابل استحقاق وظیفہ کا نمبر حاصل کرین۔ مگر جو لڑکے نو وارد ہوتے ہین۔ یا بیماری سے ویسے نمبر نہین لا سکتے۔ یا اتنے کمسن ہوتے ہین کہ آخری درجہ پنجم (جسکے طلبہ کیلئے وظیفہ نہین ہے) کے سوا کسی درجہ مین داخل نہین ہوسکتے انکے لئے علیحدہ ایک مقدار مقرر ہے جس سے انکو کہانا دیاجاتا ہے اور حسب ضرورت کپڑہ کا بھی بندوبست کردیا جاتا ہے۔ تاکہ انکے تحصیل علم کا مانع باقی نہ رہجائے۔

دار الاقامة

چونکہ اکثر طلبہ بیرونجات کے ہوتے ہین اور دور دراز مقامات سے آتے ہین جو شہر سے نا آشنا نہ اتنی حیثیت کہ مکان بکرایہ لے سکین لہذا محسنین قوم متولیان وقف نے ایک عالیشان مکان وسط شہر مین کرایہ پر لیا ہے۔ (اور عنقریب طلبہ کیلئے بورڈنگ ہاوس کی خاص عمارت بننے والی ہے) جسمین ہر قسم کے آرام و آسائش کا سامان جو ایک بورڈنگ کیلئے ضروری ہے وہ سب نہایت اہتمام اور خوش اسلوبی سے پورے کئے گئے جس سے ہر طرح مطمئن ہوکر اطمینان سے پورا وقت پڑہنے اور تحصیل علم مین صرف کرین۔ اور جناب مولوی سید سخاوت حسین صاحب ساکن ٹانڈہ ضلع فیض آباد بطور سپرنٹنڈنٹ مقرر کئے گئے جسے ممدوح حسبۃ للہ اس خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین کہ تمامی طلبہ راضی اور خوش ہین ممدوح کے یہ مساعی جمیلہ بھی ایک حد تک اس مدرسہ کی ترقی اور اشاعت مین محرک قوی ہے۔

گورنمنٹ اور مدرسہ

اس مدرسہ کو یہ خصوصیت بھی خاص حاصل ہے کہ اس مدرسہ کا تعلق گورنمنٹ سے ہے۔ کیونکہ یہ وقف گورنمنٹ کے زیر نگرانی ہے اس سبب سے مدرسہ کے اکثر اہم امور بھی گورنمنٹ کی اجازت سے طے پاتے ہین۔ اور یہ ہم شیعونکے بڑی خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ کو ابتدا سے اس مدرسہ کے خاص دلچسپی رہی جسوقت یہ مدرسہ قایم ہوا ہے اوسوقت

اس سے مصارف کیلئے نہایت ہی محدود سالانہ ملتا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ اسکی ضرورتین بڑہتی گئین اور
گورنمنٹ نہایت فیاضی سے اسکے مصارف مین اضافہ کرتی گئی چنانچہ اسوقت قریب پانچ سو روپیہ
اس مدرسہ مین صرف ہوتا ہے۔
دوسری توجہ گورنمنٹ کی اس مدرسہ کیطرف سے اس بات سے ظاہر ہے کہ بعض حضرات نے لفٹنٹ گورنر بہادر
سے ظاہر کیا کہ حسین آباد **انگریزی اسکول** مین چودہ ہزار روپیہ سالانہ اس وقف سے صرف
کیا جاتا جو خلاف **منشاء واقف** ہے۔ لفٹنٹ گورنر بہادر نے بعد تحقیقات مناسبہ اس
اظہار کی تصدیق فرماکر **اسکول** کو حسین آباد سے علیحدہ کردیا اور اسکول کی **عمارت کو بیچکر**
بتیس **ہزار روپیہ** عربی مدرسہ کی عمارت بنوانے کو عنایت فرمایا اور اس توفیر سے کہ چودہ ہزار
سالانہ کی بچت علیحدگی اسکول سے ہوئی۔ اوسمین سے بھی ایک **کافی** مقدار سالانہ مصارف
عربی مدرسہ مین اضافہ کرنیکا وعدہ حتمی فرمایا ہے۔ عمارت **عربی مدرسہ** کی تعمیر کے بعد اسکا
بھی وعدہ فرمایا کہ ایک بورڈنگ ہاؤس اسکے لئے بنوا دینگے۔ ان امور سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ
کی نظر عطوفت کسدرجہ اس مدرسہ پر مبذول ہے۔ ڈپٹی **کمشنر بہادر** لکھنؤ اس وقف کے مشیر
رہتے ہین۔ اور مدرسہ کے معاملات کو بہت توجہ سے سنتے اور اسکے ہر مفید مسئلہ مین کافی حصہ لیتے ہین
چنانچہ سنہ ۱۸۹۲ع مین جب متولیون نے مدرسہ جاری کرنیکی تجویز پیش کی تو اوسوقت کے کمشنر صاحب
لکھنؤ نے متولیون کے رای کو دل سے پسند کیا اور مدرسہ کے اجراء کی نہایت زور سے تائید کی سنہ ۱۹۰۱ع
مین مسٹر ہارڈی صاحب کمشنر لکھنؤ نے طلبائے حسین آباد کو انعام تقسیم کرتے وقت اس مدرسہ کو
ترقی دینے اور وسیع کرنیکی خاص طور پر تحریک کی اور اسکی امید ظاہر کی کہ عنقریب اہل اسلام کی توجہ
سے یہ عربی مدرسہ ایک عالیشان عربی **یونیورسٹی** ہوجائیگی۔ آپکی اوسوقت کی تقریر نہایت
مبسوط اور قابل دید ہے۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ فوراً ایک بڑی **رقم سالانہ** مصارف مدرسہ
مین اضافہ کیگئی اور مدرسہ نہایت تیزی سے ترقی کرنے لگا۔ یہین تک آپکی ہمدردی نہین ختم ہوئی
بلکہ آپکے مرضی جناب مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر الہ آباد سے بلائے گئے جنہون نے لڑکونکا
امتحان لیا جسکے خوشگوار نتیجہ سے کمشنر صاحب بہت کچھ مطمئن ہوئے اور اونکی ہمدردی بڑھ گئی
آپکے بعد سنہ ۱۹۰۳ع مین مسٹر ہاسن صاحب بہادر کمشنر نے اپنے ہاتھ سے مدرسہ کے کامیاب طلبہ

انعام تقسیم کیا اور مدرسہ کی کامیابی پر بڑی مسرت اور آیندہ ترقی کی امید ظاہر کی۔ الحمد عربی مدرسہ بو۔ ڈنگ کی جدید اور عمدہ عمارت بننے کی تجویز کی چنانچہ اسکے بعد پھر ایک بڑی رقم سالانہ مصارف مین اضافہ کی گئی اور مدرسہ اور بھی زیادہ ترقی کرنے لگا۔ سٹی مجسٹریٹ۔ ڈپٹی کمشنر۔ اور کمشنر بہادر لکھنؤ کی دلچسپی اور ہمدردی کے واقعات تو بہت ہین کہانتک بیان کیا جائے۔ اس سے بھی زیادہ خوشی کا یہ امر ہے کہ صوبہ متحدہ کے جتنے لفٹنٹ گورنر بہادر مقرر ہوتے ہین سب کو اس مدرسہ سے خاص دلچسپی اور دلی ہمدردی ہوتی ہے۔ سر لاٹوش بہادر سابق لفٹنٹ گورنر کو مدرسہ سے اسقدر ہمدردی تھی کہ سنہ ۱۹۰۴ع مین ایک مرتبہ پرائیوٹ طور پر مدرسہ کو ایسے وقت دیکھنے گئے جبکہ طلبہ مشغول درس تھے اور طریق درس دیکھکر بہت پسندیدگی ظاہر کی۔ بعد اوسکے سنہ ۱۹۰۵ع میں بکمال مسرت جلسہ تقسیم انعام کی صدارت قبول کی اور اپنے ہاتھ سے طلبہ کو انعام تقسیم کیا۔ انعام دیتے وقت متبسم ہوتے جاتے تھے۔ بعد اوسکے ایک طولانی تقریر فرمائی جس مین عربی علوم کے تحصیل کی ضرورت۔ اوسکے فوائد۔ اوسکی خوبیان اور مدرسہ عربی حسین آباد کے وجود کی ضرورت۔ اسکی ترقی کے اسباب وغیرہ پر پوری بحث کی اور اس مدرسہ سے اپنی دلی ہمدردی اور اسکے ترقی کی تمنا ظاہر فرمائی۔ اور مبلغ پانچسو روپیہ اپنے جیب خاص سے مستحق طلبہ کو تقسیم کرنیکے لئے عطا فرمایا۔ ابھی آپکی ہمدردی یہین تک ختم نہین ہوئی بلکہ اس عطیہ سے کچھ عرصہ بعد مبلغ ڈہائی سو روپیہ پھر اپنے جیب خاص سے طلبہ کیلیے عطا کیا جس سے اکثر مستحق طلبہ کیلیے لباس بنائے گئے۔ ان کے علاوہ بہی اکثر ذرایع سے ممدوح اپنی دلچسپی مدرسہ سے ظاہر فرماتے رہے۔ ممدوح کے بعد سر جان ہیوٹ بہادر اس صوبہ کے لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے اور آپ بھی ویسی ہی دلچسپی اور ہمدردی اس مدرسہ کے ساتھ رکھتے ہین جیسے گذشتہ لفٹنٹ گورنرون کو تھی چنانچہ اس سال سنہ ۱۹۰۹ع مین آپنے نہایت خوشی سے جلسہ تقسیم انعام کی صدارت قبول فرمائی اور اپنے ہاتھ سے مستحق طلبہ کو انعام تقسیم کیا۔ بعد اوسکے ایک طویل تقریر فرمائی جس سے آپکی دلی ہمدردی مدرسہ کے ساتھ کافی طور پر ظاہر ہوتی تھی چونکہ آپکی تقریر اور اوسکا ترجمہ شایع ہو گیا ہے اس سبب سے اوسکے بیان کرنیکی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ ہز آنر کو چونکہ پہلا موقع تھا اس سبب سے آپکو اس سے زیادہ اظہار ہمدردی کا موقع نہ ملا۔ مگر امید ہے کہ آیندہ وقت تقسیم انعام آپ بھی اوسی ... کا اظہار فرماوینگے جو ... [illegible] ... ظاہر

فرمائی تھی بلکہ امید ہے کہ آپ کی ہمدردی بڑہی ہوئی ہوگی۔

آخری گذارش مضمون کو طول ہوگیا اور افسوس ابھی بہت سی باتیں کہنے کی رہگئیں۔ مگر اسوقت اسی قدر پر اکتفا کرتا ہون انشاء آیندہ پھر لکھونگا۔

میری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ وقف حسین آباد شیعونکا بہت بڑا وقف ہے جس سے یہ مدرسہ جاری ہے۔ مومنین کو چاہئیے کہ اس مدرسے سے اپنی دلچسپی ظاہر فرمائیں۔ بیرونجات مین جو لاوارث بچے ایسے ہون جنکی تعلیم کا کوئی ذریعہ نہو اونکو یہان بھیجین کہ الحمد للہ یہ مدرسہ ایسے بچون کو اپنے گود میں لینے کو ہر وقت تیار ہے۔ مومنین کو چاہئیے کہ اس مدرسہ کے حالات سے برابر مطلع ہوتے رہین۔ اسکے محاسن کی عام اشاعت کرین اسکے معائب سے اسکو مطلع کرکے اسکی اصلاح کرائین۔ مومنین اپنے بچون کو یہان بغرض تعلیم بھیجوانیکی کوشش کرین تاکہ یہ دینی علوم مردہ ہونے پائین۔ یہان سے جو لڑکے فارغ ہوکر نکلین اونکے معاش کی کوئی صورت پیدا کرین تاکہ آیندہ ہماری قوم کے لڑکے دینی علوم کے حاصل کرنے سے بیدل نہون۔ اس مدرسہ کے ترقی اور بقا کی مفید تجاویز سے اسکو مطلع کرین تاکہ یہ ترقی کرتا رہے۔ بغرض یہ مدرسہ قوم کا ہے اور قوم ہی اسکی مالک ہے جیسا تک وہ اسکی طرف توجہ کریگی اوتنی ہی اسکے فوائد وسیع ہوتے جائینگے اور اگر قوم توجہ کرے تو اس مدرسہ کے مذہبی یونیورسٹی ہوجانے مین بہت آسانی ہوسکتی ہے جسکا یہ مدرسہ ہر طرح مستحق ہے کیونکہ لکھنؤ مین ہے جو شیعون کا مرکز ہے اور ایسے وقف سے متعلق ہے جو اسکے ہر طرح کے اخراجات کو برداشت کرنے کے قابل ہے بشرطیکہ ہم چاہین۔ اسکی کوشش کرین۔ والسلام

راقم ابو العلا از لکھنؤ

اصلاح حق یہ ہے کہ اس مدرسہ سلطان المدارس کے خیر و برکات اسقدر ہین کہ اونکا احصا نہین ہوسکتا۔ مگر چند نقائص بھی ہین جنکی اصلاح نہایت ضروری ہے (۱) زمانہ تعلیم بہت طولانی ہے اٹھارہ برس لہذا سرپرستان دین ایدہم اللہ کو خاص طور سے توجہ فرمانی چاہیے (۲) نصاب تعلیم بہت قابل ترمیم طلب ہے جس سے زمانہ تعلیم مین [illegible] تخفیف [illegible] مدرسین پر بھی بار کم ہوگا اور طلبہ کو زیادہ فائدہ ہوگا (۳) تعداد مدرسین بہت [illegible] خصوصا درجہ [illegible] مین کم سے کم تین مدرس اعلی قابلیت کے [illegible] اضافہ کر [illegible] خصوصا ایسی حالت مین کہ ان حضرات مدرسین کو [illegible] غیر حاضری [illegible] لہذا اگر [illegible] پانچ درجہ [illegible] کیا جائے [illegible]

مدرس علیحدہ ہو اور سال کے اندر اوس درجہ کی پڑہائی ختم کردی جاے تو نہایت مناسب ہے جس سے مدرسین کو بہی وقت کی پابندی ہوگی اور طلبہ علوم کا وقت بہی نہ ضایع ہوگا (۴) طلبہ کیلئے ایک دار الانشا - اور ایک دار الذکر ہونا ضروری ہے کہ دار الانشا مین تحریر کی عادت ہو اور دار الذکر مین تقریر کی - (۵) صیغہ وظائف بہی بہت کچہ ترمیم طلب ہے کیونکہ اقتصاد عموماً محمود ہے اور طلبہ کیلئے خصوصاً جس سے محنت وجفاکشی کی عادت پڑے اور وہ فیشن ایبل انداز نہ پیدا ہو جو انگریزی طلبہ مین اکثر دیکہا جاتا ہے لباس مین نفاست - عینک کی بلاضرورت ضرورت - کبر ونخوت جو بہت تیزی سے طلبہ علوم دینیہ مین بہی سرایت کر رہا ہے حالانکہ سادگی مین پہلے یہ عام مقولہ تہا کہ ہم طالب العلمانہ زندگی بسر کرتے ہین - مدرسین علما پر لازم ہے کہ طلبہ کے صرف تحصیل علم کی نگران نہ رہین بلکہ اونکے اخلاق وعادات واقتصاد پر بہی تحکمانہ حکومت کرین - مداہنہ مشامحہ کے الفاظ کو خارج کرین (۶) درجہ اعلی کے درس کا زمانہ بہی پانچ برس بہت طولانی ہے اسمین تخفیف مناسب ہے اور ایک مدرس اس درجہ مین اور شامل کرنا چاہیے جو اس درجہ کا بہی مدرس ہو اور نیز درجہ دوم کا کیونکہ سب سے زیادہ توجہ کے قابل یہ دو درجے ہین جسکے لئے مین جناب مولانا السید محمد ہادی صاحب دامت مفاخرہ کو زیادہ مناسب سمجہتا ہون کہ اولا خود نجف اشرف کے افاضل متعلمین سے ہین - اور درس وتدریس مین خاص طور سے دلچسپی اور انہماک بہی ہے -

اسیطرح درجہ سوم مین خاص ایک نہایت مستعد مدرس کے اضافہ کی ضرورت ہے ورنہ بہت سے طلبا بیدل ہو گئے ہین اسکے ساتھ اسکی بہی ضرورت ہے کہ مدرسہ ناظمیہ اور مدرسہ عالیہ راجہ صاحب محمود آباد پر بہی توجہ کیجائے کیونکہ لکہنؤ مین کیا تمامی ہندوستان مین یہی تین مدرسے ہین جن سے ہماری ساری آرزوئین وابستہ ہین - مگر افسوس کہ جو آرزو تہی وہ نہین پوری ہو رہی ہے -

ان مدارس سہ گانہ مین سلطان المدارس واقعاً ایک ایسا عالیشان مدرسہ ہے کہ جہانتک اسپر فخر کیا جائے کم ہے کیونکہ گورنمنٹ کی بہی اسپر نظر توجہ ہے اور جناب آغا ابو صاحب دامت برکاتہ ایسا قدردان علم جو خود بہی اعلی درجہ کے افاضل سے ہین متوجہ ہے اور جناب مولانا السید محمد باقر صاحب دامت برکاتہ اسکے مدرس اعلی بلکہ روح رواں ہین اور جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب دامت برکاتہ اسکے ممتحن ہین پہر اسمین کسی نقص کا رہنا اور طالب العلمونکی حق رسی نہونا کمال تعجب ہے

لہذا مین امید کرتا ہون کہ ان نقایص پر نہایت جلد توجہ کی جائیگی۔ اور یہ وہ صرف اس طور سے دفع ہو سکتی ہے کہ مدرسین مین اضافہ کیا جائے اور وہ خاص توجہ سے تعلیم پہ آمادہ ہون۔ اڈیٹر

واقعات محرم

مسلمانونکی دو تقریبین عموماً ایک عرصہ سے خطرناک حالت سے انجام پاتی ہین ایک عید الضحی یعنی عید حسین صرف گاؤکشی کیوجہ سے ہندوستان کے نصف آبادی کا مالک فرقہ ہندو ہمیشہ کچھ کچھ مزاحم ہوتا ہے کیونکہ وہ گائے کو ایک قابل احترام شے سمجھتے ہین اور اوسکی قربانی سے مذہبی فیلنگ اونمین پیدا ہوتا ہے جسپر بجز افسوس کوئی چارہ نہین کیونکہ ممکن ہے بعوض گائے۔ بز و گوسفند قربانی ہو۔

دوسری تقریب عاشور کی ہے جسمین نہ کوئی خوشی کی جاتی ہے نہ کوئی قربانی بلکہ ایک مظلوم شہید راہ خدا کی ماتم داری ہے جسکی شہادت و مظلومیت نے تمامی بنی نوع انسانی کو جنمین کچھ بھی ہمدردی کا مادہ ہے اپنا ہمدرد بنایا ہندو۔ مجوسی۔ نصرانی سب ہی تعزیہ دار ہوتے ہین اور شیعہ سنی کی تعزیہ داری مین کوئی عقدہ ہی نہین کیونکہ اونہین کے رسول مقبول کے فرزند کا غم ہے۔

پھر تعجب ہے کہ اس غم مین فساد ہو۔ وہ بھی کس سے نہ ہندو سے نہ عیسائی سے نہ مجوسی سے۔ بلکہ شیعہ سنی مین فساد ہو جو بلا اختلاف عزای امام مظلوم کو اپنا مذہبی رکن۔ اور ایمان کی علامت سمجھتے ہین پھر نہ معلوم فساد کیون ہوتا ہے ہان وجہ اوسکی یہ ہے کہ کچھ دنون سے ایک فرقہ معہود۔ جو وہابی پیدا ہوا ہے جو اب اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے پہلے پہل روضہ رسول پر حملہ کیا اور معاذ اللہ صنم اکبر کا خطاب دیا۔ پھر کربلای معلی پر حملہ آور ہوا جب سب سے مخذول ہوا تو ہندوستان مین اکثر فساد پھیلانا شروع کیا اور تعزیہ داری امام مظلوم کے مٹانے پر آمادہ ہے جسکے لئے ہزار ہا اشتہارات شایع ہوتے ہین اور انجمنین قایم ہین واعظ دورہ کرتے ہین۔ مگر خدائی ارادہ کو کون روک سکتا ہے وہ اپنا وعدہ پورا کرتے رہیگا۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہذا معلوم ہوا کہ اصل باعث فتنہ و فساد یہی لوگ ہین جو علماے اہلحدیث ہین کہ اپنی جادو بھری تقریر سے عوام کو بہکاتے ہین اور فساد کرتے ہین۔

یہی وجہ ہے کہ جتنے اسلامی اور غیر اسلامی اخبار مین عاشور کے بعد کوئی خاص مضمون اسکے متعلق بھی ضرور شایع کرینگے کہ امسال عشرہ کیسا ہوا کہان فساد ہوا کہان نہین چنانچہ اخبا

وطن مورخہ ۱۲ فروری لکھتا ہے شکر ہے کہ اس سال محرم شریف مسلمانوں میں خیریت سے گذر گیا کہیں سے جنگ وجدل کی خبرین اس مادہ مین نہین آئین ۔

وکیل مورخہ ۱۰ فروری لکھتا ہے خدا کا شکر ہے کہ عشرہ محرم تمام اقطاع ملک میں خیریت اور امن وامان کے ساتھ گذرا اور لکھنؤ بمبئی ۔ رنگون ۔ کلکتہ مین بھی اس قسم کی بدمزگی نہین ہونے پائی ۔

خطوط موصولہ دفتر اصلاح سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف خیریت گذری بلکہ ہر جگہ نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے اس سال عشرہ محرم انجام پایا ۔

بمبئی مکرمی جناب میر خادم حسین صاحب گھڑی ساز لکھتے ہین ۔ محرم اس سال بخیر وخوبی گذرا پانچ تاریخ لغایت ۹ تاریخ کچھ بھی فساد نہوا ۔ سینہ زنی کے بابت بھی گورنر صاحب نے حکم دیا ہم سب لوگونسے کہا کہ اسی طرح جو جو باتیں ہم کہین اوسکو تم لوگ قبول کرلو انشاءاللہ آیندہ سال تمہارے واسطے ہم سب کچھ اچھا نتیجہ نکالینگے ۔ سوال گورنر صاحب یہ ہے کہ ماہ قدیم تملوگ ترک کردو تاکہ خدشہ فساد جاتا رہے دوسرے سینہ زنی تملوگ جہانسے کرتے تھے امسال بعد سو قدم کے شروع کرو سبہون نے منظور کیا ۔ غرض پانسو سپاہی ہتھیار بند پاپیادہ ہمراہ ہملوگونکے بروز عشرہ مقرر کئے اور بیس افسر حکم یہ تہا کہ خبردار خبردار شیعون پر حملہ کوئی شخص نکرنے پائے اور اگر کوئی شخص ایسا کرنیکا ارادہ رکھتا ہو اول باز منع کردو اگر نہ مانے تو فیر ۔ ہم لوگونکی جمعیت قریب دس ہزار آدمی کے تھی خوجہ و مغل وہندوستانی ونوابات شیعہ وغیرہ وغیرہ ۔ غرض بفضلہ بہت ہی اچھا عشرہ ہوا لوگونکا بیان ہے کہ ایسا عشرہ کبھی بمبئی مین نہین ہوا ہمارے علماء دین بھی ہمراہ پاپیادہ تھے بہت ہی زور وشور سے ماتم وسوزخوانی وغیرہ وغیرہ رہی ۔

فیروزپور پنجاب مکرمی جناب سید خورشید حسین صاحب رئیس امام باڑہ لکھتے ہین ۔ فیروزپور کا **محرم** امسال نہایت زور سے ہوا مفصل حالات آیندہ پھر لکھونگا ۔ ایک شخص دائرہ **ایمان** مین داخل ہوا ہے والحمدللہ ۔

فتحپور ہسوہ بنگی جناب مولوی سید محمد زکی صاحب نشید اتحصیلدار تحریر کرتے ہین "محرم عمدہ طور پر جوش سے ہوا بعض اشرار نے عوام اہلسنت کو تعزیہ داری سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر کوئی کوشش کارگر نہین ہوئی ۔ اور **تعزیہ داری** مین بہ نسبت گذشتہ کوئی کمی نہین ہوئی ۔ اس سال

بھی ۹ محرم کو فتحپور مین تین لڑکیون نے اپنی خوشی سے اصرار کے ساتھ مذہب حق اثنا عشری قبول کیا علاوہ انکے ایک صاحب سید محمد علی شاہ نے جو فتحپور کے ایک باحیثیت اور خاندانی شخص ہین اور پشتینی سنت جماعت تھے چند ماہ سے انہون نے خفیہ طور پر مذہب حق قبول کر لیا تھا۔ اب کی محرم مین اپنے شیعیت کا پوری طور پر اعلان کر دیا اور مجلسون و حاضریون وغیرہ مین جوش کیساتھ شریک ہوئے۔ خداوند عالم ان تازہ مومنین کی مدد کرے۔ اور دوسرے اشخاص کو ہدایت نیک عطا فرمائے۔

مینے ابکی محرم مین اس امر کی تحریک کی کہ فتحپور کے مختصر مومنین مین بھی ایک انجمن قایم ہوجائے جسکے اغراض و مقاصد مجالس عزا و محافل میلاد وغیرہ قائم کرنا۔ غربا مومنین کی اعانت۔ مسجد و امامباڑون کی درستی۔ مذہبی رسائل و اخبارات کے توسیع اشاعت مین کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ ہون،،

میری اس رای کو سب نے منظور کر کے مجھسے دستور العمل بنانے کی خواہش کی ہے مین انشاء اللہ عنقریب دستور العمل تیار کرونگا اور اگر خدا نے چاہا تو ۸ ار صفر ۱۳۲۷ھ کو انجمن کا افتتاح ہوجائیگا کیا عجب ہے کہ انشاء اللہ العزیز یہ انجمن نہایت مفید ثابت ہو۔

(نوٹ) حق یہ ہے کہ زمانہ عشرہ محرم الحرام ایک عجیب جوش کا زمانہ ہوتا ہے اگر واعظین و ذاکرین اس زمانہ مین ترویج دین مین کوشان ہون تو صدہا غیر مسلم اسلام لائین اور ہزارہا مخالفین راہ حق آجائین مگر افسوس اس طرف توجہ نہین کیجاتی حالانکہ عزائے امام مظلوم کا وہ فیض عام ہے کہ ہزارہا قومی مقاصد اس سے پورے ہو سکتے ہین۔ (اڈیٹر)

ریاست بہاولپور جناب سید علمدار حسین صاحب لکھتے ہین۔ اس سال بہاولپور مین محرم خوب زور شور سے ہوا حضرت قبلہ سید حسن علی شاہ صاحب کے مکان پر دس مجلسین خوب دہوم دہام سے ہوئین۔ عالیجناب حضرت مرزا آغا سلطان صاحب ڈاکٹر مرثیہ خوانی سے سامعین کے دل ہلا دیتے تھے۔ میان عبداللہ ذاکر اور نبی بخش ذاکر بزبان ملتانی سوز خوانی کرتے تھے جس سے عجب درد پیدا ہوتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کے سننے کیواسطے اکثر رؤسا شہر آیا کرتے تھے جنمین بہت بڑا حصہ اہل ہنود کا ہوتا تھا۔

۹ ماہ محرم الحرام کو میاں رحیم بخش صاحب پنجابی تشریف لے آئے - انہوں نے نقشہ کربلا معلی سامعین کے روبرو کھینچکر دکھلا دیا عشرہ کے روز تعزیہ نہایت دہوم دہام سے اوٹھایا گیا ماتم کے علاوہ مرثیہ خوانی کربلا تک ہوتی رہی - شام کو تعزیہ دفن کرکے واپس ہوئے پہلے جناب قبلہ میر حسن علی شاہ صاحب کے مکان پر فاتحہ شکنی ہوئی بعدہ جناب ڈاکٹر صاحب ممدوح کے مکان پہ کہانا تھا تمام ذاکر وغیرہ وہان جمع ہوئے - غرضکہ بہادل پور مین ۱۲ سال گذشتہ مین یہ محرم اپنا نظیر نہیں رکہتا -

۶۵ / ۷ محرم کو حضرات اہل سنت اپنا علم اوٹہا کر بغرض فساد مکان پر آئے مگر پولیس نے اپنا انتظام عمدہ طور سے کر دیا تھا - اسپر بھی ایک شخص سنی نے جو مستورات مین آگر حسب معراج شہداء ماتم کرنا چاہتا تھا شاہ صاحب کے منع کرنے پر اون کے برخلاف ۲۳ تعزیرات ہند کی نالش کر دی ہے - نتیجہ سے اطلاع دیجاویگی -

نوٹ - ریاست بہاولپور ایک سنی ریاست ہے جہان عباسی خاندان کے ایک رئیس حکمران ہین اور تعصب مین بھی ضرب المثل ہین - مگر عزائے امام مظلوم ہین اونکی یہ رعایا پروری بہت قابل قدر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ غم ہی ایسا ہے کہ تمامی عالم کو اپنی طرف جذب کرلیتا ہے - خدا مومنین کی توفیق کو اور زیادہ کرے - (اڈیٹر)

ڈاکٹر سید محمد اکبر علی شاہ صاحب سبی علاقہ بلوچستان سے لکھتے ہین سیبی مین امسال ایسا محرم ہوا کہ کبھی نہین ہوا تھا - علم - تعزیہ نہایت شان و تزک سے اوٹھایا گیا - سوزخوانی کو مین اچھا نہین سمجھتا - مگر اہل لوگون کی ترغیب کیلئے سوزخوانی بھی خوب ہوئی جسپر ہر طرف سے نعرہ تحسین بلند تھا اور نہایت رقت ہوئی - کالو حجام سکنہ سبی کا بیان ہے کہ حاجی مواحد کو مینے کہا کہ چلو تعزیہ دیکھین اسنے کہا سخت گناہ ہے - اتفاقاً وہان گذر ہوا جہان تعزیہ تہا تو خوب رویا اور کسیطرح وہان سے ہٹتا نہ تہا اور کہتا تھا کہ ڈاکٹر اکبر شاہ کی تاثیر ہے - غرض ایکی محرم جو سبی مین ہوا سنی - شیعہ - ہندو سب نہایت جوش سے شریک تھے - نہ کسی قسم کا ڈہول تہا نہ باجا اسپر مخلوق خدا کا اسقدر ہجوم تہا کہ الحفیظ اللہ

تعزیہ داری ہوشیار پور - پنجاب اخبار وکیل نے ۲۰ جنوری کو بعنوان "ہوشیار پور مین تعزیہ

سازی کا اختتام، یہ خبر دی تھی کہ عید الضحی کو مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری نے نماز عید
پڑہائی پھر میان عبد العزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے تعزیہ سازی کی ممانعت پر سب سے تین بار حلف لیا
کہ امسال تعزیہ سازی یکدم موقوف ہوجاے۔ مگر کسی نے نہ موافق آواز بلند کی نہ مخالف مگر میان
صاحب نے اس سکوت کو رضامندی کا اقرار سمجھکر اعلان کیا کہ اب آپ سب نے حلف اوٹھا لیا ہے اب جو حلف شکنی
کریگا اسکا نام سر عام مشتہر کیا جائیگا اور اسکے مخرب قوم اور مذلل اسلام تسلیم کرنے مین کسیکو چارہ نہ ہوگا۔
مگر پہر وہی وکیل مورخہ ۱۰ فروری لکھتا ہے "بہ ہوشیارپور کے مسلمانون نے پچھلے دنون ترک عزاداری
کی قسم کہائی تہی (غلط کیونکہ آپ خود لکھ چکے ہین یہ سب باتین میان عبد العزیز نے کہین تہین کسی
مسلمان نے نہ ہان کہا نہ نا پہر مسلمانون پر یہ اتہام نہین تو کیا ہے۔ اڈیٹر) مگر وقت آنے پر وہ اس امتحان
مین پورے نہ اتر سکے لیکن لکہنو کے اور صرف لکہنو کے سنیون نے زمانہ پر ثابت کر دیا کہ معقول
اور مناسب طریقہ پر اگر ناشایستہ و مخرب اخلاق و افعال کے نقائص ذہن نشین کر دی جائین۔
(یعنی جب لفٹننٹ گورنر بہادر حکم دین کہ چار یاری جھنڈا نہ ٹہیا جاے خلفاء ثلثہ کا نام شارع عام پر نہ
لیا جاے) تو سر تسلیم خم کر دینے مین انکو کبہی تامل نہوگا (کیونکہ سزا کا خوف ہے)!!
مگر مورخہ ۱۶ فروری مین وہ ایک مضمون نگار کی تحریر شایع کرتے ہین جس سے خود اونکا فساد ظاہر ہے جو ملاحظہ
ہو: حال یہ ہے خدا کی قدرت اور غم امام مظلوم کی تاثیر کہ جسقدر اعدا دین اس نور خدا کے بجہانے مین
کوشش کرتے ہین اوسیقدر اور ترقی ہوتی ہے کاش اب بہی اہل اسلام سمجہین اور اوس بغض و
عناد سے باز آئین جو خاندان رسالت سے انکے دلونمین متمکن ہے کیونکہ جسقدر وہ کوشش کرتے ہین
اوسیقدر خداوند عالم اس غم کو عام اور پر اثر بناتا ہے۔
سستی ایک تازہ واقعہ۔ ایک ہندو مہاجن تعزیہ داری علم بہی رکہتا تہا چونکہ وہ لڑکا مر گیا ایک
مدت کے بعد جسکی منت مین یہ علم رکہتا تہا لہذا ایک فقیر مسلمان کو اوسنے علم دیدیا۔ اس سال
عین زمانہ عشرہ مین دوسرا لڑکا ایسا بیمار ہوا کہ نہ مرض سمجہ مین آیا نہ وجہ معلوم ہوئی ہرچند علاج
ڈاکٹری و یونانی کیا گیا مگر کوئی نتیجہ نہوا خود اوسنے علم کا واقعہ بیان کیا جسپر سب نے کہا کہ
اب تو جلد پہر منت کرکہ یہ بلا دفع ہو چنانچہ اوسنے نذر کی اور اوسیوقت سے افاقہ شروع
ہوا دوسرے روز علم رکہا گیا اور وہ شریک ماتم ہوا۔ ۵ تو علم سر پہ لیکے

ایسے صدہا واقعات ہزاروں تجربات ہو چکے ہیں کہ جو لوگ عزاداری امام مظلوم کو ترک کرتے ہیں۔
خداوند عالم اونکو کسی ایسی مصیبت مین فوراً مبتلا کرتا ہے کہ اس تعزیہ داری کی بدولت اونکو نجات
ملتی ہے بہت قریب ہے وہ وقت آرہا ہے کہ جس لکھنؤ مین سنیوں نے امسال تعزیہ داری موقوف کی
ہے۔ ان میں تمام ایسی بلاؤں میں مبتلا ہونگے کہ تعزیہ داری زیادہ ہوگی۔

واقعات عشرہ عاشور لکھنؤ

۲۹ ذی الحجہ کو ۲ ہزار ۔۔۔ پولیس مقامات مختلفہ سے داخل لکھنؤ ہوئی اور یکم محرم سے ۳ محرم تک پولیس
مذکور مسلح و مکمل ہو کر شاہراہ عام و پبلک روڈ سے گذرتی اور سطوت شاہی دکھلاتی تھی
۳ محرم کو شہر میں یہ خبر مشہور رہی کہ ۴ محرم کو میدان شاہ مینا پر اہل سنت کی کمیٹی ہوگی اور کمیٹی
موصوف کے بانی مولوی ہدایت رسول واعظ ہونگے ۔۔۔ یہ بھی مشہور ہوئی کہ ۴ محرم کو اہل
سنت جماعت کی دوکانات بند رہینگی منڈی بھی نہیں ہوگی اور طلبا نے ۴ محرم کی رخصت
حاصل کرلی بضرورت شرکت محرم اور دیہات میں بھی یہ خبر پہونچ گئی اکثر لوگ دیہات کے بھی
آگئے ۳ محرم کو بوقت شام کوتوال لکھنؤ نے ڈپٹی کمشنر کو خبر دی ڈپٹی کمشنر موصوف نے حکم دیا کہ
میدان شاہ مینا میں جو اسباب متعلق کمیٹی اہل سنت نے جمع کیا ہے اوسکو میدان مذکور سے علیحدہ
کرادو اور ۲۵ جوان پولیس معہ چند افسران کے وہاں بھیجدو کہ کوئی اہل سنت یا شیعہ
اوس میدان میں نہ آنے پائے کوتوال نے بموجب حکم ڈپٹی کمشنر جسقدر اسباب مثل فرش وغیرہ
وہاں تھا اوسکو اوٹھوا دیا اور پولیس کو وہاں مقرر کردیا بوقت شب یعنی ۴ محرم کی شب کو
ہدایت الرسول واڈیٹر النجم کو بلا کر حکم دیا کہ تمہاری طرف سے منادی ہوا اسیوقت کہ کمیٹی کل نہوگی
چنانچہ ۱۱ بجے شب کے ڈھنڈورا پٹا کہ کل کمیٹی نہوگی اور ۴ محرم کو شرک شاہ مینا پر ہدایت الرسول
کی طرف سے اشتہار مطبوعہ تقسیم ہوئے کہ آج کی کمیٹی بوجہ نہ فراہم ہونے بعض سامان ضروری کے
ملتوی کی گئی ہم عنقریب اپنے سنی بھائیوں کو ایسا مژدہ سنائینگے جو باعث اونکی مسرت کا ہوگا
اور ۴ محرم کو اشتہارات من جانب روسا شہر و علما شیعہ جابجا چسپاں ہوئے جسکی سرخی
یہ تھی کہ بخدمت حضرات شیعیان آپ حضرات احکام گورنمنٹ کو واجب التعمیل سمجھکر اونکی

پابندی کیجیے اور آپکے جانب سے قولاً یا فعلاً کوئی امر باعث دل آزاری فریق مخالف کا نہو آٹھویں
نوین ان دو تاریخون مین حملہ کے جانب سے کوشش بلیغ اس امر کی کی گئی کہ کوئی شیعہ تبرا کہکر
باعث اشتعال طبع فریق مخالف کا نہو ۹ محرم کی شام کو پولیس کو ایک کاغذ پر لکھکر دیا گیا کہ
ابوبکر عمر عثمان - ان پر جو لعنت کرے یا ان کی تعریف کرے اوسکو فوراً گرفتار کر لو اور پولیس کو
حکم ہوا تھا کہ خوب رٹ لو تاکہ موقع پر محض نام لیتے ہی تبرا گو مطلع ہو کر گرفتار کر لو ہندو پولیس کا
رٹنا اور بعض بعض کا نام بھول جانا اور گذرگاہ کے لوگوں سے دریافت کرنا شیعوں کا مذاقاً تجاہل
کرنا بعذر ناخواندگی اور اہل سنت کا چشم پوشی کرنا باعث ہیجان ان سپاہیوں کا ہوتا تھا جسکو
وہ اپنی زبان مین نہ معلوم کیا کہتے تھے یہ کیسے نام ہین جو کسی سے چلتے نہین - اہل سنت نے
عام طور پر تعزیہ نہین رکھے لیکن اکثر صاحبان سنت الجماعت اپنے تعزیہ محلہ کے شیعوں کے عزاخانہ
مین رکھوا دے کہ یہ خیر و برکت بھی ہمسے سلب نہو اور قومی مخالفت بھی نہ ہونے پائے ہندوؤں کے تعزیہ -
تال کٹورہ کربلا مین گئے اور کربلائے اہلسنت جو پھول کٹورہ نام رکھا گیا ہے وہ بھیک کٹورہ
ہو گیا - حلوائیان اہل سنت و نانپزان پر زور دیا گیا کہ شیعوں کے ہاتھ مٹھائی نہ فروخت کرین
نانپز نانشوین کو شیرمال شیعون کے ہاتھ نہ فروخت کرین لیکن ان پیشے والوں نے اپنے
قوم کا ساتھ نہ دیا مگر روز عاشورہ دوکانات اہلسنت کی عموماً بند نہین ہوئی فی صدی ۲۰
کھلی رہی اور ۸۰ دوکان بند

[illegible] حسن لکھنوی

سرکلر گورنمنٹ ممالک متحدہ پر سنی اخبارونکی رائے

گذشتہ نمبر مین ہم خلاصہ حکم ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ لکھ چکے ہین کہ کس
انصاف پسندی سے آپنے عادلانہ تجویز صادر فرمائی ہے - جسپر اخبار وطن مورخہ ۱۲ جنوری رقمطراز ہے
لکھنؤ مین شیعہ و سنیون کے باہمی اختلافات مٹانے اور ان مین چند سال سے جو سخت نزاعات
بڑھ گئی تھین - اُن کے دفعیہ کی مناسب سفارشین کرنے پر حسب الحکم گورنمنٹ صوبجات متحدہ جو کمیٹی دو
یورپین - دو ہندو اور دو دو ہر ایک فریق متخاصمین کے ممبرون کی بیٹھی تھی - اس مین بد قسمتی

سے پہلی ہی بار اسقدر غلط ہوئی کہ سنیون کے دونون معزز ممبران نے بظاہر اپنی مصروفیت کا عذر کر کے شرکت کمیٹی سے معافی مانگ لی۔ اور اُن کی جگہ دو دیگر سنی قائم مقام بنے گئے۔ جن مین سے ایک صاحب مشرنی اللہ صاحب بیرسٹر ایٹ لا ایک جلاس مین شریک رہکر علیحدہ ہو بیٹھے۔ اور دوسرے سنی مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم آخر تک تنہا ڈٹے رہے۔ مولانا کا شریک کمیٹی ہونا اس اعتبار سے تو بہتر تھا کہ وہ اپنے فریق کے سرگرم قائم مقام تھے۔ لیکن چونکہ وہ مجلس ناگوار مخالفت کے رکن رکین رہ چکے تھے۔ اسلئے ان کا کمیٹی مین لیا جانا مناسب نہ تھا۔ بہرحال ۲۰ الحجۃ کو تاریخ ۱۸ کمیٹی نے کام ختم کیا۔ اور اچھی طرح تمام امور متنازعہ کا حال قلمبند کر کے مع گواہیون اور فریقین کی قانونی بحثون کے گورنمنٹ کی خدمت مین رپورٹ ارسال کر دی۔

ہز آنر سر جان ہیوٹ صاحب بہادر کی گورنمنٹ نے سنی جماعت کے سرغناؤن سے حسب توقع مدد نہ ملنے پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ اور کمیٹی کی رپورٹ پر پسندیدگی ظاہر فرماتے ہوئے اس کی موزون اور منصفانہ سفارشون کو منظور کیا ہے۔ اُن احکام کا ماحصل یہ ہے کہ جو نئی باتین چار سال کے عرصہ سے رسومات عزاداری حضرات حسنین علیہما السلام مین شامل کر دیگئی ہون۔ وہ خواہ کسی فرقہ کی طرف سے ہون۔ بالکل موقوف کر دی جائین۔ بہرحال یہ احکام نہایت عادلانہ ہین۔ اور اگر برادران شیعہ وسنی فضول جوش مخاصمت سے باز آجائین۔ تو اُن مین وہی سابقہ میل ملاپ بحال ہو سکتا ہے جو کہ اُن جھگڑون کی ابتدا سے پہلے قائم تھا۔ اور چونکہ محرم کے ایام نہایت قریب ہین۔ اس لئے امید ہے کہ ہر دو فریق کے با اثر اصحاب اپنے ہم مشربون کو امن دوستی اور صلح و صفائی سے کام لینے کی ترغیب دلاتے رہینگے۔

اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ گورنمنٹ کا فیصلہ کیسا عادلانہ اور منصفانہ ہے کہ جو اہلسنت بھی اس سے راضی اور خوشنود ہین۔

اخبار کرزن گزٹ مورخہ یکم فروری لکھتا ہے گورنمنٹ لکھنؤ نے اسبات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ لکھنؤ مین سنی جب تعزیئے نکالین تو تعزیون کے ساتھ راشدین صحابہ کی مدح مین اشعار نہ پڑھین گورنمنٹ کا خیال ایک حد تک بجا ہے کہ جب سابق زمانہ مین یہ دستور نہین تھا تو یہ بدعت اب کس غرض سے نکالی گئی دوسرے فریق سے ساتھ چھیڑ چھاڑ معلوم ہوتی ہے اور یہی چھیڑ چھاڑ سر پھٹول اور بلوائی ہڑبڑ کی جڑ ہے جبکہ گورنمنٹ امن عامہ کی ذمہ دار ہے تو وہ کبھی ایسی بدعت کے جاری رکھنے کا حکم نہین دیسکتی۔ سب نصیب اور

اور لایعقل سنیون کیلئے یہ آسمانی تازیانہ ہے بشرطیکہ وہ کچھ عبرت اس سے حاصل کرین۔ [illegible] جلد ا
کرزن گزٹ کی حالت سے مسلمانونکو معلوم ہو کہ بنا، فساد مین اگر اسکا قبول نہین ہے تو دو دیم [illegible]
تاہم اس فیصلے سے اوسکی رضامندی کیسی بدیہی ہے۔

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۹ جنوری راقم ہے۔ لکھنؤ مین جو سنی شیعہ مین نزاع تھی جسکی
بابت سرکاری مشترکہ کمیشن تجویز ہوئی تھی۔ لفٹنٹ گورنر نے اوسپر حکم صادر فرمایا ہے کہ ایام محرم
مین سنی جو ایک نظم "چاریاری جھنڈا" کی پڑھتے ہین نہ پڑھین۔

اخبار شحنۂ ہند وطوطی ہند مورخہ ۱۶ و ۲۰ فروری راقم ہے۔ جب کمیشن کا کوئی فیصلہ لکھنؤ
والون نے تسلیم نہ کیا تو گورنمنٹ نے سرکار سے فیصلہ کیا کہ تمہی بابت انہون نے مانگی یعنی سنیون سے جو شیعہ کو چڑانے
اور اشتعال دلانیکو بمقابلہ تعزیون اور علمون وغیرہ کے چاریاری جھنڈے پر رسالہ نکالتے تھے
وہ باہم سر چشول ہو رہی تھی اب وہ نکلنے بند ہو گئے تو سنیون نے اوسپر لمبے لمبے منہ بنائے اور ایک
مجمع کے سرکار سے ناراضی ظاہر کی۔)

یہ اون اخبارات کے اقتباسات ہین جو سیاست و ملت سب مذہبی اخبار ہونیکے مدعی
ہین اور تعصب کے پھیلانے والے مگر اسپر بھی یہ فیصلہ [illegible] کسی سے
راضی اور خوشنود ہین۔

مگر تعجب ہے کہ اخبار وکیل امرتسر جو مدعی ہے کہ صلح کل الیسی کا اور قومی ارگن بننا چاہتا ہے
کہ وہ ایسے مواقع پر کچھ [illegible] لکھتا ہے۔ دیکھو مورخہ ۲۱ جنوری کہ لکھتا ہے
"لکھنؤ کے شیعہ و سنی باشندگان کی باہمی ناراضی کے اسباب کی تحقیقات کرنے اور اسکے دفعیہ
کی تدابیر سوچنے کیلئے جو کمیشن منجانب گورنمنٹ صوبجات متحدہ مامور ہوئی تھی اسکی رپورٹ پر ہز آنر
صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کا ریزولیوشن ہفتہ گذشتہ کے لوکل گورنمنٹ مین شایع ہو چکا ہم اس
ریزولیوشن پر مفصل رائے زنی کسی قریبی اشاعت آیندہ تک ملتوی رکھتے ہین اور بالفعل صرف
سرکاری ریزولیوشن کا ضروری خلاصہ درج کرتے ہین"

یہ تحریر جہان اسکی خوش آیند امید دلاتی تھی کہ آپ بھی بحیثیت اسکے کہ مدعی خیر خواہی اسلام
ہین۔ اس فیصلہ سے اپنی رضامندی ظاہر کرینگے وہان ایک پہلو یہ بھی تھا کہ شاید اس فیصلہ کی

خوش نہوں جو اسکی دلیل ہوگی کہ آپ بھی اختلاف کے حامی اور فساد کے پسند کرنیوالے ہیں چنانچہ
مورخہ ۱۰ فروری مین لکھتے ہین۔

لکھنؤ مین چونکہ ایام محرم وغیرہ مین فضائل چاریار رضی اللہ عنہم کے پڑہنے کی ممانعت مین سرکار کی جانب سے
سخت احکام جاری ہوئے ہین لہذا سنیون نے اس سال تعزیہ داری بالکل ترک کر دی نہ تو کربلا
کیے نہ تعزیونکے جلوس نکالے نہ روشنی دیکھنے مین شریک ہوئے اور نہ دوکاندارون نے دوکانین بند کین
قصابون نے جو عاشورہ کے دن بقول ہمعصر ہندوستانی دس روپئے سیر بھی گوشت نہین بیچتے تھے۔
عام طور پر دوکانین کھول رکھی تھین۔ شہر مین عموماً کاروبار ہوتا رہا۔ امن وامان بخوبی قایم رہا اور کہین
کسی قسم کا ہنگامہ یا فساد نہین ہوا سنیونکی خاموشی اور امن پسندی قابل تحسین ہے فضائل چاریار پڑہنے
کی ممانعت سے انکا رنجیدہ ہونا ایک لازمی بات تھی۔

اس جملہ سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آیا یہ صلح کل پالیسی کے حامی ہین یا تفرقہ اندازی مین ساعی ہین جو اس
فیصلہ پر ناراضی ظاہر کرتے ہین اور سنیونکی ان حرکات پر اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہین۔ دوکانونکا
کھلا رہنا فی الجملہ تو ضرور صحیح ہے مگر نہ اس درجہ جو بیان کیا گیا۔ کیونکہ کل دوکاندار سنی ہی نہین ہین بلکہ
شیعہ بھی ہین۔ اور ہندوونکی تعداد سب سے زیادہ ہے جو اکثر عزادار بھی ہین۔ اور خریدارونکی تعداد
زیادہ شیعہ روسا ہین جو عاشورہ کو خرید و فروخت قطعاً ناجائز جانتے ہین پھر بجز اسکے کہ سود وسودہ دکانین
خاص متعصب سنیونکی کھلی ہون ناممکن ہے کہ عموماً بازار کھلا ہو۔

اس آخری فقرہ کا جواب کہ فضائل چاریار پڑہنے سے سنیونکی رنجیدگی لازمی بات تھی۔ ہم اپنی عبارت مین
نہین دینا چاہتے بلکہ مولوی انشاء اللہ صاحب اڈیٹر اخبار وطن کا ایک فقرہ لکھنا کافی سمجھتے ہین وہ ہو بہو
اس مرتبہ محرم مین تعزیہ داری سے باز رہے۔ کیا حصول ثواب اور ترک رسوم بے جا کے خیال سے۔ نہین بلکہ
اس ضد سے کہ ان کو تعزیون کیساتھ چاریاری جھنڈے پڑہنے کی سرکار سے ممانعت کر دی گئی ہے
لہذا وہ تعزیے ہی نہ اٹھائین گے۔ انصاف اور مصلحت اندیشی کی صفت مسلمانونکے چیدہ افراد مین تو
ضرور ہونی چاہیے۔ عوام مین اسکے نہ ہونیکا گلہ نہین۔ مگر خواص کے اندر اس وصف کا نہ پایا جانا بہت برا
چاریاری بند اور تعزیونکے ساتھ پڑہی جائین کتنی بے جوڑ بات ہے!! اگر شیعہ بھائی اپنے غلو کیوجہ سے سر راہ خلفائے ثلثہ کی شان مین کچھ
برا کلمہ کہتے ہون تو سنیونکو گورنمنٹ سے انکی شکایت کرکے انسداد کرانیکا حق حاصل ہے۔ لیکن سنیونکا اسکے جواب مین خلفا
سکے تعریفی اشعار پڑہنا گویا شیعونکو اور بھڑکانا ہے۔ تاکہ وہ مستقل ہو کر ان ... گو انکی شان مین ... بھی عزت مسلمانون کا